

روایات اُمّ المؤمنین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور آداب زندگی

پرفیسر کٹر کثیر احمد صلیقی



صَلَّیْ لَیْ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

روایاتِ اُمّ المؤمنین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور آدابِ زندگی



پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی

صدیقی پبلی کیشنز

1- 118- روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چوکی لاہور

042-8450161 - 0333-4357440

2- دفتر ماہنامہ نور اسلام کاشانہ شیر رہائی 5-1 جمیری سٹریٹ ہجویری محلہ

نزد دربار داتا گنج بخش لاہور 042-7313356

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

137/55

نام کتاب :	روایات اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور آداب زندگی
نام مؤلف :	پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی
ناشر :	سعید احمد صدیقی ایم۔ اے، صدیقی پبلی کیشنز
تعداد :	ایک ہزار (1000)
صفحات :	128
سال طباعت :	2007ء
قیمت :	80 روپے
کمپوزنگ :	عاصم گرافکس، اردو بازار، لاہور
پرنٹرز :	آر۔ زیڈ پیکجز 2- کورٹ سٹریٹ 26- لوئر مال، لاہور

ملنے کے پتے

صدیقی پبلی کیشنز

- 1- 118- روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چوگٹی، لاہور
042-8450161 - 0333-4357440
- 2- دفتر ماہنامہ نور اسلام، کاشانہ شیر ربانی، 5- جمیری سٹریٹ، جمیری محلہ
نزد دربار داتا گنج بخش، لاہور 042-7313356

انتساب

سالار نقشبنداں

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

کے نام

فہرست مضامین

9	پیش لفظ	-1
12	تقریظ	-2
14	عرضِ ناشر	-3
15	قرآن حکیم کی روشنی میں ازواجِ مطہرات کا اعلیٰ وارفع مقام	-4
23	حدیثِ سیرت اور تاریخ کی روشنی میں ازواجِ مطہرات کا اعلیٰ وارفع مقام	-5
31	ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ممتاز علمی مقام	-6
33	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تبلیغی و تربیتی سرگرمیوں کی چند جھلکیاں	-7
35	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فصاحت و بلاغت	-8
36	واقعہ اُفک	-9
37	قرآن کریم کی تشریح و تفسیر	-10
سیرتِ مطہرہ		
39	وحی کا آغاز	-11
41	حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو تحائف	-12
41	واقعہ تخیر	-13
41	رحیم و کریم نبی ﷺ	-14
43	صاحبِ خلقِ عظیم	-15
44	سب کے لیے شفقت و رحمت	-16
44	صلوٰۃ رسول ﷺ	-17
44	کلام رسول ﷺ کا اسلوب	-18
45	آسان اور قابلِ عمل دین عطا فرمانے والا رؤف و رحیم نبی ﷺ	-19

45	20-	وفات سے تھوڑا پہلے معمول بہ دعا
46	21-	رحلت کے وقت آخری الفاظ
46	22-	حضور ﷺ کا مدفن
47	23-	رسول کریم ﷺ کی خصوصی عظمتیں
52	24-	ایصالِ ثواب
53	25-	غورتوں سے بیعت لینے کا طریق
54	26-	عدل بین النساء
54	27-	منزلی زندگی کی چند جھلکیاں
57	28-	رسومِ جاہلیت کا خاتمہ

تاریخ اسلام

58	29-	امہات المومنینؓ سے صحابہ کرامؓ کا حسن سلوک
59	30-	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ارادہ ہجرت حبشہ
60	31-	حجر بیت اللہ کا ہی حصہ ہے
62	32-	ہجرت نبوی ﷺ
62	33-	حضور ﷺ کی علالت کے موقع پر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی امامتِ صلوٰۃ
63	34-	رحلت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
64	35-	شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی اور ان کو صبر کی تلقین

عبادات

65	36-	طہارت
67	37-	صلوٰۃ
70	38-	نماز تراویح
70	39-	زکوٰۃ

72	صوم	-40
74	حج	-41

مناکحات

76	نکاح	-42
76	اذن نکاح	-43
77	ولایت نکاح	-44
77	تفویض طلاق	-45
78	خیار عتق	-46
78	عدت	-47

تعزیرات

79	سرقہ	-48
81	قتل یا موت کی سزا	-49
81	شراب اور نشہ آور اشیاء	-50

متفرق مسائل

83	آداب طعام	-51
83	عقیقہ	-52
84	قبول دعوت	-53
84	صدقہ بطور ہدیہ	-54
85	دباغت کا مسئلہ	-55
85	مرفوع القلم	-56
86	بیٹے کے مال پر باپ کا حق	-57
87	جامع نصیحت	-58
88	حوالہ جات	-59

نبی کریم ﷺ کی تعدد ازواج کی حکمتیں

تعدد ازواج کی حکمتیں

95

مکی دور میں شرف زوجیت حاصل کرنے والی امہات المومنین رضی اللہ عنہا

99

1- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

99

2- حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

99

3- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

مدنی دور میں آپ ﷺ کے نکاح میں آنے والی امہات المومنین رضی اللہ عنہا

100

1- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

101

2- حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

102

3- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

103

4- حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

107

5- حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

109

6- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

110

7- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

111

8- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

113

☆ خلاصہ کلام

حضور ﷺ کی عظمت کا بین السطور اعتراف کرنے والے مستشرقین

115

1- منگٹری واٹ کا بیان

116

2- جان بیگٹ گلب کا بیان

119

☆ حوالہ جات

پیش لفظ

رسول کریم ﷺ کی ذات گرامی کی عظمتیں اور کمالات کا بیان خود خداوند
قُدُّوس نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے۔ آپ رحمۃ اللعالمین، خاتم النبیین، نذیر للعالمین،
سراج منیر، صاحب خلق عظیم اور حکمت ربانی کا چشمہ نور ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ذَٰلِكَ مِمَّا أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ﴾ (الاسراء/ ۱۷)

”یہ ہدایات جنہیں بذریعہ وحی آپ کی طرف آپ کے رب کریم نے

بھیجا ہے دانائی کی باتوں میں سے ہیں۔“

حضور اکرم ﷺ نہ صرف اس حکمت ربانی کے امین ہیں بلکہ آپ کے فرائض
نبوت میں امت مسلمہ کو حکمت کی تعلیم دینا بھی ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا

مِنْ قَبْلَ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ﴾ (آل عمران/ ۱۶۴)

”یقیناً بڑا احسان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا

ان میں ایک رسول انہیں میں سے پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور

پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں قرآن اور حکمت اگرچہ وہ اس

سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔“

قرآن حکیم میں فرزندانِ توحید کے لیے یہ خوشخبری بھی سنائی گئی ہے:

﴿وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ (البقرة/ ۲۶۹)

”جسے حکمت عطا کی گئی گویا اسے بہت سی سعادتوں اور خیر کثیر سے نوازا گیا۔“

حکمت کے یہ سچے اور سچے موتی صحابہ کرام نے رسول کریم ﷺ سے حاصل کیے۔ ان صحابہ کرامؓ میں آپ کی ازواج مطہرات بھی ہیں۔ قرآن حکیم میں ازواج مطہرات کا اعلیٰ و ارفع مقام بیان کیا گیا ہے۔ حدیث سیرت اور تاریخ کی کتابیں ان کے اعلیٰ و ارفع مقام پر شاہد عادل ہیں۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ازواج مطہرات کی تربیت میں انسانیت کے سب سے بڑے محسن و معلم رسول عربی ﷺ کا عظیم کردار جس کی وجہ سے ازواج مطہرات کو ایک مثالی دینی ماحول میسر آیا۔ حدیث اور سیرت کی کتابوں میں خوشگوار ازدواجی زندگی کے روح پرور مناظر جھلکتے ہیں۔ ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ صدیقہؓ کا اعلیٰ مقام اہل علم و فضل سے مخفی نہیں۔

حسن اتفاق سے محترمہ پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شرکت صاحبہ کا ڈاکٹریٹ کا مقالہ ”مسند عائشہ“ کے عنوان سے پنجاب یونیورسٹی نے شائع کیا ہے۔ اس میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروری ۱۱۳۸ احادیث سند کے ساتھ مذکور ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ نے ایک سو صفحات پر مشتمل دو صد (۲۰۰) سے زیادہ روایوں کی فہرست ”فہرس اسماء الرواة“ کے عنوان سے تحریر کی ہے اور فن حدیث کے مروج اسلوب کے مطابق تحقیقی کاوش انجام دی ہے۔ ان گیارہ سو سے زائد احادیث میں سے فقط سو (۱۰۰) کے لگ بھگ احادیث زیر نظر تصنیف میں پیش کی جا رہی ہیں۔

ان میں عبادات، معاملات، مناکحات اور تعزیرات کے علاوہ حضور ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں قرآن حکیم کی بعض آیات کی تشریح اور سیرت و تاریخ کے بارے میں اہم معلومات بھی ہیں۔

اگر فرزندان توحید حکمت کے ان تابناک موتیوں کو اپنے مطالعہ میں رکھیں اور

پورے ذوق و شوق سے اپنی زندگی کو ان رہنما زریں اصول کے مطابق گزاریں تو اسلامی معاشرہ کس قدر پُر بہار اور صحت مند بنیادوں پر استوار ہو جائے۔ زیر نظر تصنیف اسی مقصد کو ملحوظ رکھتے ہوئے پیش کی جا رہی ہے تاکہ حکمت کے ان درخشندہ موتیوں سے ہماری دنیوی اور دینی زندگی مزین اور آراستہ ہو اور اسوۂ حسنہ کی اتباع سے اللہ تعالیٰ کے قرب و رضوان کا حصول آسان ہو جائے۔

بارگہ صمدیت میں التجا ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ ناچیز کی اس کوشش کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور قارئین کے دلوں میں دینی جذبہ و ولولہ اور شوق پیدا کرے۔ آمین۔

میں عزیزۃ القدر ڈاکٹر جمیلہ شوکت اور محترمہ شاہدہ پروین (شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی) کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مسودہ کی تسوید و ترتیب میں تعاون کیا۔

اللہ کریم ان کو دین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے اور بہترین اجر سے نوازے۔ آمین۔

احقر العباد

بشیر احمد صدیقی عفی عنہ

تقریظ

جدید ایجادات و انکشافات اور ٹیکنالوجی کے محیر العقول ظہور پذیر ہونے والے مظاہر اس بات کی تصدیق کرتے نظر آتے ہیں کہ آج انسان ترقی کے بام عروج تک پہنچا جاتا ہے۔ دوسری طرف اللہ کی مکرم مخلوق انسان اور اس کے اعمال و کردار کو دیکھا اور پرکھا جائے تو بلا تردد یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ انسان جسے رب کائنات نے اشرف المخلوقات کے اعزاز سے نوازا اور زمین پر اس کو اپنا خلیفہ اور نائب بنایا وہ اس ترقی کی پُر پیچ راہوں میں یوں گم ہو گیا ہے کہ اس کی اپنی نظروں میں اپنا مقصد تخلیق اور مقام رفیع دھندلا گیا ہے جس کے نتیجہ میں مادی ترقی کے عجائب محکے دوش بدوش کرہ ارض پر ظلم و ستم اور فساد ہی فساد نظر آ رہا ہے۔

اِس فکر و نظر اس فساد فی الارض کے متعدد معقول و مقبول اسباب کی نشاندہی کرتے رہے ہیں اور وہ آج بھی اس عرض اور خرابی کے اسباب و عمل اور اس سے نجات کے طریقے اور راستے واضح کرنے کے لیے اپنی قلم اور زبان دونوں سے کام لے رہے ہیں لیکن حالات میں کوئی سدھار اور بہتری نظر نہیں آ رہی۔

اقوام عالم کی تاریخ کا ایک سرسری جائزہ اس حقیقت کو بھی واضح کرتا ہے کہ قوموں کی سر بلندی اور تنزل کا انحصار معاشرہ کی ایک اہم اکائی عورت کے مقام و مرتبہ پر ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا طبقہ اناث کو اس کا حق دلانے اور بلند مقام و مرتبہ پر فائز کرنے کے لیے ایسے زندگی کے مظاہر میں مردوں کے مساوی حقوق دینے، زندگی کے مختلف دوائر میں مرد کے شانہ بشانہ چلنے اور حکومتی و غیر حکومتی اداروں میں اسے آگے لانے

اور برابر کی بنیاد پر حق دینے میں ہے یا شریعت مطہرہ کے زریں اصولوں کی پاسداری اور عملدرآمد میں ہے۔ ہمارے پاس اسلام کے زریں اصولوں پر عمل کے نتائج بھی محفوظ ہیں اور مغرب کی روشن خیالی کے بھیا تک نتائج بھی روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔ آج کا نوجوان طبقہ بڑا زیرک، سمجھدار ہے اور اس کی سمجھ بوجھ کے افق وسیع ہیں۔ لہذا فیصلہ اس نے کرنا ہے کہ وہ رحمن کی طرف پہنچانے والے راستے کو اختیار کرتا ہے یا شیطان کے ٹولے کا ساتھ دیتا ہے۔ خوش بخت اور کامیاب وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرتا اور اپنے دین و دنیا کو سنوارتا ہے یعنی دانائی ہے اس قول میں ”السعيد من وعظ لغيره“ اللہ کریم سے دعا ہے کہ وہ استاذ محترم کو ایمان و صحت کی سلامتی کے ساتھ تادیر سلامت رکھے اور وہ دین مبین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکیں۔

پروفیسر ڈاکٹر جمیلہ شوکت
سابق ڈائریکٹر شیخ زاید اسلامک سنٹر
پنجاب یونیورسٹی، لاہور

عرض ناشر

زمانہ کروٹیں بدلتا آگے بڑھتا چلا جاتا ہے۔ مرور زمانہ کے ساتھ نئے نئے تقاضے ابھرتے ہیں۔ آج کے دور میں غم دنیا اور غرق دنیا ہونے کی وجہ سے لوگ پریشان ہیں اگرچہ ہزار ہا برس سے شب و روز اور ماہ و سال میں کوئی فرق واقع نہیں ہوا لیکن آج کا انسانی ذہن ایک طرف تو نت نئے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے اتنا مشغول ہو چکا ہے کہ اسے آداب زندگی کا خیال نہیں رہا لیکن کچھ خوش بخت روئیں ایسی بھی ہیں جو مصروفیت کے اس ناگزیر کیفیت کے ساتھ ساتھ آداب زندگی اور اخروی کامیابی و کامرانی کے لیے رہنما و زریں اصول کے حصول کی تمنا رکھتے ہیں۔ ایسے خوش بخت لوگ بھی ہیں جو کسی نہ کسی رنگ میں ضخیم کتابوں کے مطالعہ کے لیے وقت نکال ہی لیتے ہیں لیکن عوام کی اکثریت تھوڑے سے وقت میں آداب زندگی سے آگاہ ہونا چاہتی ہے۔

زیر نظر تصنیف میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایات سے فقط سو (100) کے لگ بھگ احادیث پیش کی جا رہی ہیں جس سے انسانی زندگی کے بہت سے گوشے منور کرنے کے لیے رہنما زریں اصول موجود ہیں تاکہ تھوڑے سے وقت میں آداب زندگی سے آگاہ ہو کر دنیوی و اخروی سعادتوں کو حاصل کر پائیں۔ ان احادیث کو یکجا کرنے کا سہرا جناب پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کے سر ہے جنہوں نے نہایت عرق ریزی سے یہ سارا کام سرانجام دیا ہے۔ تاکہ عوام چند نشستوں میں قیمتی معلومات سے آگاہ ہو کر اپنی زندگی کی راہوں کو منور کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نوٹ: عصر حاضر کے تناظر میں مضمون کی افادیت کے پیش نظر ایک قیمتی مقالہ بعنوان ”نبی کریم ﷺ کی تعداد ازواج کی حکمتیں“ کو شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

سعید احمد صدیقی (ایم اے)
صدیقی پبلی کیشنز لاہور

قرآن حکیم کی روشنی میں ازواجِ مطہرات کا اعلیٰ و ارفع مقام

قرآن حکیم کا بڑا پیار اور عمدہ اسلوب ہے کہ وہ احکام بیان کرنے سے قبل فکری تطہیر کرتا ہے تاکہ صاف اور شفاف ذہن کے ساتھ احکام کی تعمیل آسان ہو جائے۔ چنانچہ سورۃ احزاب میں ازواجِ مطہرات کے عظیم اور مثالی اعزاز کے ذکر اور ان کی عظمت و فضیلت کے تفصیلی بیان سے قبل فکری تطہیر فرمائی گئی ہے اور سورۃ کریمہ کا آغاز اس ارشاد ربانی سے ہوتا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَطْعِ الْكُفْرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

عَلِيمًا حَكِيمًا وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا

تَعْمَلُونَ خَبِيرًا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ وَكِيلًا ﴿١﴾

”اے نبی (مکرم ﷺ) (حسب سابق) اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیے

اور نہ کہنا مانے کفار اور منافقین کا بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا بڑا

دانا ہے اور پیروی کرتے رہیے جو وحی کیا جاتا ہے آپ کی طرف آپ

کے رب کی جانب سے یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے رہتے ہو اس سے

اچھی طرح باخبر ہے اور (اے محبوب) بھروسہ رکھیے اللہ پر اور کافی ہے

اللہ تعالیٰ (آپ کا) کارساز“

عہدِ جاہلیت کی دو قبیح رسموں کا ذکر کر کے ان کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کا

حکم دیا جا رہا ہے۔ (ان دونوں کا ذکر اپنے مناسب مقام پر تفصیل سے کیا جائے گا۔)
بعد ازاں حضور ﷺ کی شان و عظمت کو بیان کیا جا رہا ہے تاکہ اس امر سے
آگاہی فرمادی جائے کہ ان مثالی ازواجِ طاہرات کی نسبت زوجیت کتنی عظیم اور مثالی
شخصیت سے ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿النبي أولى بالمؤمنين من أنفسهم﴾ (۲)

”نبی (مکرم ﷺ) مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔“
حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی اپنی امت کے لیے کس قدر شفیق اور مہربان
ہے اس کا اندازہ درج بالا ارشاد خداوندی سے کیجیے۔ ہر شخص کو اپنی جان زیادہ عزیز ہوتی
ہے لیکن حضور ﷺ کا لطف و کرم اور آپ کی شفقت و عنایت اور رحمت و رافت کا حال
یہ ہے کہ حضور ﷺ مومنوں کی جانوں سے بھی زیادہ ان کے قریب ہیں۔
اس مؤثر اور دلنشین تمہید کے بعد ازواجِ مطہرات کا لافانی اور مثالی اعزاز کا ذکر
کیا جا رہا ہے:

﴿وازواجه امهاتهم﴾ (۳) ”اور آپ کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔“

تاکہ مومنین اپنی پاک ماؤں کا احترام جسمانی ماؤں سے بھی بڑھ کر بجالائیں۔
کیونکہ نبی اکرم ﷺ کی ازواجِ مطہرات ان کے لیے اسی طرح حرام ہیں
جس طرح ان کی حقیقی مائیں حرام ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تعظیم و تکریم تمام مسلمانوں پر
واجب ہے اور ان کا یہ اعزاز قیامت تک برقرار رہے گا۔ یہ لافانی و لاثانی اعزاز صرف
ازواجِ نبی ﷺ کے لیے مخصوص ہے۔ دنیا میں کسی اور کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہے۔

ازواجِ مطہرات کے اسی شرف و عظمت کو مومنوں کے دلوں میں راسخ کرنے
کے لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے عظیم مرتبے کو متعدد اور مسلسل آیات میں مختلف پہلوؤں سے
اجاگر کیا ہے۔ ان میں سے ہر آیت بلکہ اس کا ہر جزو معانی و مطالب کی ایک دنیا اپنے

اندر سموئے ہوئے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُن تَرْضَوْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَ

زِينَتَهَا فَتَعَالَيْن أُمْتَعِكُنَّ وَأَسْرَحِكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا﴾ (۴)

”اے نبی (مکرم ﷺ) آپ فرما دیجیے اپنی بیبیوں کو کہ اگر تم دنیوی

زندگی اور اس کی آرائش (و آسائش) کی خواہاں ہو تو آؤ تمہیں مال و

متاع دے دوں اور بڑی خوبصورتی کے ساتھ رخصت کر دوں۔“

سورۃ احزاب کی اس آیت کریمہ کے شان نزول پر مفسرین نے بھرپور روشنی ڈالی ہے۔ غنائم اور خوشحالی کے مواقع پر ازواج مطہرات نے اخراجات میں اضافے کا مطالبہ کیا۔ امہات المؤمنین کے اس مطالبے پر آپ نے ان سے ایک ماہ تک علیحدگی اختیار فرمائی۔ سورۃ احزاب کی مذکورہ بالا آیات کے نزول کے بعد آپ نے بالا خانہ سے اتر کر سب سے پہلے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو مخاطب فرمایا اور انہیں اپنے والد سے مشورے کے بعد دو راستوں میں سے ایک راستہ اختیار کرنے کی پیشکش فرمائی لیکن مؤمنوں کی پاک ماں کی عظمت کو لاکھوں سلام کہ انہوں نے یہ بات سنتے ہی بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں سراپا سعادت ہو کر عرض کیا، کیا اس امر میں میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ بے شک میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور دارالآخرت کو پسند کرتی ہوں اور حضور ﷺ کے جذبات ایمانی کے سامنے اپنی جائز آرزوؤں کی قربانی پیش کرتے ہوئے سر تسلیم خم کر دیا۔

حضور ﷺ نے یہی پیشکش دوسری ازواج مطہرات کے سامنے دہرائی۔ ان سب نے بے ساختہ بلا تردد فقر و فاقہ کی زندگی کو جس میں حضور ﷺ کی معیت اور خوشنودی حاصل ہو اختیار فرمایا اور دنیوی لذتوں اور آسائشوں کو ٹھکرا دیا۔

اللہ تعالیٰ کی شانِ کریبی نے ازدواجِ مطہرات کے ان جذبات و احساسات کی قدر افزائی فرماتے ہوئے ان کے درجات کو اتنا بلند فرمایا کہ قیامت تک آنے والی نسلِ انسانی اور امتِ مسلمہ کو ان کی عظمت و شان سے متعلق یہ کہہ کر آگاہی بخشی:

﴿يُنْسَاءُ النَّبِيُّ لِسْتَنْ كَا حِدٍ مِنَ النِّسَاءِ اِنْ اتَّقِيْتَن فَلَ تَخْضَعْنَ

بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعُ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَ قُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا﴾ (۵)

”اے پیغمبر کی بیویو تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم پرہیزگار رہنا چاہتی ہو تو (کسی اجنبی شخص سے) نرم نرم باتیں نہ کیا کرو تا کہ وہ شخص جس کے دل میں کسی طرح کا مرض ہے کوئی امید (نہ) پیدا کر لے اور ان سے دستور کے مطابق بات کیا کرو۔“

ازدواجِ مطہرات کے ایثار و قربانی کے ان جذبات اور عمل میں آنے والی نسلِ انسانی کی خواتین کے لیے ایک روشن سبق ہے کہ وہ بھی شریعتِ مطہرہ کے تقاضوں کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں اور دنیوی آرزوؤں کی پیروی میں نمود و نمائش اور دورِ جاہلیت کی آرائش و زیبائش کو معمول نہ بنائیں بلکہ قلبی سکون و طمانینت کے حصول کا طریق اختیار کریں اور پسندیدہ طریق بھی بتلا دیا:

﴿اَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَآتِينَ الزَّكَاةَ وَاطْعَنِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ﴾ (۶)

”اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اطاعت کیا کرو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی۔“

زندگی کے اس دور ہے پر صحیح سمت قدم اٹھانے میں حکمت کے پہلو کو بھی بیان

فرما دیا:

﴿اِنَّمَا يَرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ (۷)

”اللہ تعالیٰ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے دور کر دے پلیدی کو اے نبی کے

گھر والو اور اللہ تم کو خوب اچھی طرح طہارت و پاکیزگی عطا فرمائے۔“
 قرآن حکیم میں بھی مذکور ہے کہ ازواج کا شرف زوجیت اللہ تعالیٰ کی منظوری
 سے ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَنَا احْلِلُّنَا لَكُمْ اَزْوَاجَكُمْ﴾ (۸)

”اے پیغمبر ہم نے تمہارے لیے تمہاری بیویاں حلال کر دی ہیں۔“
 قرآن حکیم نے ازواج کی عظمت کو اور اجاگر کرنے کے لیے نسبی ماؤں کی
 حرمت کی طرح ان سے نکاح کرنا بھی دائمی حرمت قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللّٰهِ وَلَا اَنْ تَنْكَحُوا اَزْوَاجَهُ مِنْ

بَعْدِهِ اِذَا اِنْ ذَلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾ (۹)

”اور تمہیں یہ زیب نہیں دیتا کہ تم اذیت پہنچاؤ اللہ کے رسول کو اور تمہیں
 اس کی بھی اجازت نہیں کہ تم نکاح کرو ان کی ازواج سے ان کے بعد
 کبھی۔ بے شک ایسا کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک گناہ عظیم ہے۔“
 قرآن حکیم نے ازواج مطہرات کے شرف اور عظمت کو بیان کرتے ہوئے
 انہیں مسلمان عورتوں سے دو گنا اجر عطا فرمانے کا ذکر کیا۔ جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَنْ يَفْعَلْ مِنْكُمْ خَيْرًا فَلِلّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتِلْكَ اَجْرُهَا الَّذِي يَفْعَلُ

مَرَّتَيْنِ وَاعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا﴾ (۱۰)

”اور جو تم میں سے فرمانبردار بن گئی۔ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی
 اور نیک عمل کرتی رہی تو ہم اس کو اس کا اجر بھی دو چند دیں گے اور ہم
 نے اس کے لیے عزت والی روزی تیار کر رکھی ہے۔“

قرآن حکیم نے ازواج مطہرات کی شرف زوجیت کا احساس دلاتے ہوئے

تادیبا یہ بھی بتایا:

﴿من يات منكن يفاحشة مبينة يضعف لها العذاب ضعفين و كان

ذلک علی اللہ یسیرا﴾ (۱۱)

”جس کسی نے تم میں سے کھلی ہوئی بیہودگی کی تو اس کے لیے عذاب کو

دو چند کر دیا جائے گا اور ایسا کرنا اللہ تعالیٰ پر بالکل آسان ہے۔“

ازواجِ مطہرات کو تادیباً یہ بھی اشارہ فرما دیا گیا کہ شرفِ زوجیت حضور ﷺ کی عظمتوں کے حوالے سے ہے اور اگر تم نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ کے آداب بجالانے میں کسی قسم کی کمی روا رکھی تو آپ ﷺ کا عظیم پروردگار یہ شرف دوسری عورتوں کو عطا فرما سکتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿عسی ربہ ان ینزلہ ازواجاً خیراً منکن مسلمات

مؤمنات قانتات عبادت سخیث ثبت و ابکارا﴾ (۱۲)

”بعید نہیں کہ اگر نبی کریم ﷺ تم سب بیویوں کو طلاق دے دیں تو اللہ

اسے ایسی بیویاں تمہارے بدلے میں عطا فرما دے جو تم سے بہتر ہوں

پچی مسلمان، با ایمان، اطاعت گزار، توبہ گزار، عبادت گزار اور روزہ دار خواہ

شوہر دیدہ ہوں یا باکرہ۔“

سورۃ نور میں ان کی عظمت کو یہ فرما کا اور اجاگر کیا:

﴿الطیبت للطیین والطیون للطیبت اولئک مبرؤن مما

یقولون لہم مغفرة و رزق کریم﴾ (۱۳)

”پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے اور پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے

لیے ہیں ان کا دامن پاک ہے، ان باتوں سے جو بنانے والے بناتے

ہیں ان کے لیے مغفرت ہے اور رزق کریم۔“

ازواجِ مطہرات کا یہ اعزاز عارضی اور وقتی نہیں، غیر معتبر اور غیر مستقل نہیں۔

چودہ صدیاں گزر چکی ہیں، قیامت کب ہوگی کسی کو معلوم نہیں۔ قیامت تک آنے والی قوموں اور نسلوں میں اربوں مسلمانوں کی وہ قابل احترام مائیں قرار دی جا چکی ہیں اور یہ اعزاز عطا کرنے والا کون ہے وہ ملوک مقتدر جو اس ناقابل ادراک حد تک دور دور تک پھیلی ہوئی وسیع اور بے کراں کائنات کا خالق و مالک ہے۔

یہ کتنا بڑا اعزاز ہے جسے عظیم کتاب قرآن حکیم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دیا گیا ہے تاکہ قیامت تک آنے والے فرزند ان توحید اپنی ماؤں کی قدر و منزلت اور عظمتوں سے آگاہ ہو کر ان کا صحیح احترام بجالائیں۔ مومنوں کی وہ پاک مائیں جنہوں نے اپنی پوری زندگی خدمت رسول ﷺ کے لیے وقف کرنے کو اپنے لیے سعادت تصور کیا اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ ان کے مشن کے فروغ اور ترویج میں بھی اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔

حواله جات

- ۱- الاحزاب/ ۳-۱
- ۲- ایضاً/ ۶
- ۳- ایضاً
- ۴- ایضاً/ ۲۸
- ۵- ایضاً/ ۳۲
- ۶- ایضاً/ ۳۳
- ۷- ایضاً
- ۸- ایضاً/ ۵۰
- ۹- ایضاً/ ۵۳
- ۱۰- ایضاً/ ۳۱
- ۱۱- ایضاً/ ۳۰
- ۱۲- التحريم/ ۵
- ۱۳- النور/ ۲۶

حدیث، سیرت اور تاریخ کی روشنی میں ازواجِ مطہرات کا اعلیٰ و ارفع مقام

انسانیت کے سب سے بڑے معلم اور محسن رسولِ عربی ﷺ کے مثالی خصائص کا جائزہ لیں تو جہاں آپ نے فکر و نظر کا عظیم انقلاب برپا کیا اور انسانی زندگی کے ہر ہر گوشے میں رہنما زریں اصول عطا فرمائے وہاں آپ کی ایک منفرد خصوصیت یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے فیضانِ تربیت سے صحابہ کرامؓ کی ایک ایسی جماعت تیار فرمائی جو آپ کی ہدایت پر روشن ستاروں کی صورت میں چمکی۔ صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ صحابیات کے ذہن و قلب میں انقلاب بھی حضور ﷺ کی تعلیمات سے آیا۔ صحابیات میں سب سے بڑھ کر یہ فیض ازواجِ مطہرات کے حصے میں آیا۔ جنہوں نے شبانہ روز حضور ﷺ کی معاشرت زہد و عبادت آپ ﷺ کے معمولات اور اوراد و وظائف آپ ﷺ کے شامل اور آپ ﷺ کے اخلاقِ حمیدہ و اوصافِ پسندیدہ کا قریب سے مشاہدہ کیا اور منزلی زندگی میں حضور ﷺ کے ارشادات کو توجہ سے سنا۔ حالات کے پس منظر میں صحیح طور پر ان کا فہم و ادراک کیا اور ان پر عمل پیرا ہوئیں۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنی ازواج کو ایک ایسا مثالی دینی ماحول عطا فرمایا جس سے ان کی روحانی و دینی و قلبی زندگی میں ایک عظیم انقلاب برپا ہو گیا۔ یہ آپ ﷺ کے فیضانِ تربیت کا ہی نتیجہ تھا کہ اطاعتِ رسول ﷺ خلوص و جانثاری، فیاضی و سخاوت اور تقویٰ و طہارت جیسی اعلیٰ صفات نے ازواجِ مطہرات کو اخلاق و کردار کے اعلیٰ و ارفع

مقام پر فائز کر دیا۔ احادیث اور سیرت کی کتابوں میں ازواجِ مطہرات کے اخلاق و کردار کے حوالے سے بہت سارے واقعات موجود ہیں جو ان کے اعلیٰ و ارفع مقام پر شاہد ہیں۔ ان میں سے چند ایک واقعات حسبِ ذیل ہیں:

قریش مکہ کی اذیت رسانی پر شعب ابی طالب میں تین سالہ دور انتہائی کٹھن اور دشوار گزار تھا۔ حضرت خدیجہؓ نے اپنے شوہر نامدار اور محبوب آقا کی خاطر پریشان کن اور انتہائی صبر آزما دور میں جس صبر و استقامت ثابت قدمی اور جذبہ جان نثاری کا مظاہرہ کیا وہ تاریخِ انسانی میں ایک روشن مثال ہے۔ حضرت خدیجہ کے اس جذبہ جان نثاری نے انہیں جس مقام پر فائز کیا وہ صحیح بخاری کی درج ذیل روایت سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔ ایک مرتبہ جبرائیل امین نے آنحضرت سے عرض کی کہ خدیجہ برتن میں کچھ لا رہی ہیں آپ ان کو اللہ کا اور میرا سلام پہنچا دیجیے۔ بخاری شریف کی اس حدیث کے آخری حصے کے الفاظ یہ ہیں:

﴿وبشرها ببیت فی الجنة من قصب لاصخب فیہ ولا نصب﴾ (۱)

”اور انہیں جنت میں خالص مروارید کے ایک محل کی بشارت دیں جس میں کسی قسم کا رنج و الم نہیں۔“

ازواجِ مطہرات کے نزدیک نبی اکرم ﷺ کی ذات تمام لوگوں سے زیادہ مقدم تھی۔ حضرت ام حبیبہؓ کے جوشِ ایمان کا یہ منظر قابلِ دید ہے۔ وہ مشرکین مکہ کے سردار اور سپہ سالار ابوسفیان کی بیٹی تھیں جو حضور ﷺ کے ساتھ دشمنی اور عداوت میں پیش پیش تھے۔ وہ نعمتِ ایمان سے مشرف ہونے سے قبل فتح مکہ سے پہلے مدینہ منورہ میں اپنی بیٹی کے گھر انہیں ملنے کے لیے آتے ہیں۔ سیدہ ام حبیبہؓ حضور ﷺ کے شرفِ زوجیت سے مشرف ہو چکی تھیں۔ بیٹی اپنے والد کا بعدِ احترام استقبال کرتی ہے۔ ایک چارپائی پر نظیف بستر بچھا ہوا ہے ابوسفیان اس پر بیٹھنے لگتے ہیں تو بیٹی فوری طور پر بستر لپیٹ دیتی

ہے۔ ابوسفیان سخت برہم ہوئے کہ بچھونا اس قدر عزیز ہے: بولیں! یہ آنحضرت ﷺ کا فرش ہے اور آپ مشرک ہیں اور اس بناء پر ناپاک ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ تو میرے پیچھے بہت بگڑ گئی ہے۔ (۲)

بعد میں حضرت اُمّ حبیبہؓ کے جوشِ ایمان کا یہ اثر رنگ لایا اور ابوسفیان نعمتِ اسلام سے مالا مال ہوا۔ حضرت سودہؓ کا جذبہ اطاعت مثالی تھا۔ حضرت سودہؓ کے جذبہ اطاعت رسول ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے مولانا سعید انصاری تحریر کرتے ہیں:

”اطاعت اور فرمانبرداری میں وہ تمام ازواجِ مطہرات سے ممتاز تھیں۔ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواجِ مطہرت کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ میرے بعد گھر میں بیٹھنا۔ چنانچہ حضرت سودہؓ نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لیے نہ نکلیں فرماتی تھیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کر چکی ہوں اور اب خدا کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔“

حضرت سودہؓ کی خوشنودی رسول ﷺ کے حصول کی کوشش کا ذکر کرتے ہوئے مولانا موصوف لکھتے ہیں:

”ظرافت اس قدر تھی کہ کبھی کبھی اس انداز سے چلتی تھیں کہ آپ ہنس پڑتے تھے۔ ایک مرتبہ کہنے لگیں کہ کل رات کو میں نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی آپ نے (اس قدر دیر تک) رکوع کیا کہ مجھ کو نکسیر پھوٹنے کا شبہ ہو گیا اس لیے میں دیر تک ناک پکڑے رہی۔ آپ اس جملہ کو سن کر مسکرا اٹھے۔“

علامہ زرقانی کا حضرت سودہؓ کے اس جذبہ اطاعت کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

﴿وكانت شديدة الاتباع لأمره ﷺ﴾ (۳)

چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت کے مطابق:

﴿فكن كلهن يحجن إلا زينب و سودة بنت زمعه فكانتا تقولان:

والله لا تحركنا دابة بعد ان سمعنا ذلك من رسول الله﴾ (۴)

آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواجِ مطہرات کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ میرے بعد گھر بیٹھنا۔

آپ کے فیضانِ تربیت سے ازواجِ مطہرات کا جذبہ جود و سخا بھی مثالی تھا۔ وہ بیش از بیش ناداروں اور محتاجوں کی اعانت فرماتیں اور خود حضور ﷺ کے نقش قدم پر گامزن ہو کر فقر و فاقہ سے گزر بسر کرتیں اور روحانی حلاوت حاصل کرتیں۔ حدیث اور سیرت کی کتب ان کی فیاضی و فراخدلی، سخاوت اور ایثار کے واقعات سے معمور ہیں۔

حضرت عائشہ کا سب سے نمایاں وصف جود و سخا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں نے ان سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ ابن زبیر نے ان کی خدمت میں ایک لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہوتے سب خیرات کر دیئے اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا۔ اتفاق سے اس دن روزہ تھا۔ لونڈی نے عرض کی کہ افطار کے لیے کچھ نہیں ہے۔ فرمایا! پہلے سے کیوں نہ یاد دلایا۔ (۵)

ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہؓ چونکہ فقراء اور مساکین کو نہایت فیاضی کے ساتھ ساتھ ساری حمایت کرتی تھیں اس لیے ام المساکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہو گئیں۔ (۶)

ازواجِ مطہرات میں حضرت زینب بنت جحش نہایت فیاض تھیں۔ وہ اپنے ہاتھ سے پیرے کی دباغت کرتی تھیں اور جو کچھ آمدنی اس سے ہوتی تھی مساکین کو دے دیتی تھیں۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس کا ہاتھ سب سے لمبا ہوگا وہ مجھ سے پہلے ملے گا۔ اس بناء پر ازواجِ مطہرات اپنے ہاتھوں کو ناپتی تھیں۔ حضرت زینب کے ہاتھ سب سے چھوٹے تھے لیکن جب سب سے پہلے ان کا انتقال ہوا تو ازواجِ مطہرات کو معلوم ہوا کہ لمبے ہاتھ سے فیاضی مراد تھی۔ (۷)

حضرت صفیہؓ بھی سیر چشم اور فیاض واقع ہوئی تھیں چنانچہ جب وہ ام المؤمنین بن کر مدینہ آئیں تو حضرت فاطمہ اور ازواج مطہرات کو اپنے سونے کی بجلیاں تقسیم کیں۔ (۸)

زہد و عبادت اور تقویٰ و طہارت سے جہاں روحانی سکون و طمانینت حاصل ہوتی ہے وہاں دین حق کی تبلیغ و اشاعت کے جذبے کو بھی جلا ملتی ہے تاکہ ایمان و ایقان کی لذت جو عمل صالح سے حاصل ہوتی ہے دوسرے لوگ بھی اس سے بہرہ یاب ہوں۔ چنانچہ حدیث و سیرت کی کتابوں میں جہاں ازواج مطہرات کے تقویٰ و طہارت اور نقلی عبادت کا تذکرہ ملتا ہے وہاں یہ بھی مسلمہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ انہوں نے دین کی تبلیغ و اشاعت میں سرگرم مؤثر اور بھرپور کردار ادا فرمایا۔ ازواج مطہرات کے زہد و عبادت اور تقویٰ و طہارت سے متعلق بکثرت واقعات احادیث و سیرت کی کتابوں میں موجود ہیں۔

حضرت جبرائیل امین نے حضرت حفصہؓ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

﴿فانها قوامه صوامه وانها زوجتك في الجنة﴾ (۹)

”حضرت حفصہؓ عبادت میں مشغول رہنے والی اور روزے کی پابند ہیں وہ

جنت میں بھی آپ ﷺ کی بیوی ہوں گی۔“

امام ترمذیؒ نے ابن عباسؓ کے حوالے سے حضرت جویریہؓ کے زہد و تقویٰ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ صبح کے وقت حضور ﷺ حضرت جویریہؓ کے حجرے میں تشریف لے گئے۔ اس وقت وہ مصلے پر بیٹھی عبادت میں مصروف تھیں۔ چاشت کے وقت حضور ﷺ پھر ان کے حجرے میں تشریف لے گئے وہ اس وقت بھی مصلے پر بیٹھی تھیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیا تم صبح سے اس طرح مصروف عبادت ہو۔ انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا میں نے یہاں سے جانے کے بعد چار کلمات زبان سے ادا کیے ہیں اگر ان کا تمہارے اتنے وقت کے اوراد کے ساتھ وزن کیا جائے تو وہ تمہارے اوراد سے بھاری نکلیں۔ وہ کلمات یہ ہیں:

﴿سبحان الله و بحمده عدد خلقه و رضى نفسه و زنة عرشه و

مداد کلماته﴾ (۱۰)

ازواجِ مطہرات کے مثالی کردار اور ان کی اعلیٰ روحانی و اخلاقی تربیت کا ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ بجائے باہمی حسد و رقابت سے کام لینے کے ان میں باہمی خیر سگالی کے جذبات پیدا ہو چکے تھے۔ انسانی نفسیات کے مطالعہ اور تجزیہ کرنے والے حضرات اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ شوہر کے لیے اپنی ایک سے زائد بیویوں میں خیر سگالی کے جذبات پیدا کرنے کتنے مشکل ہیں لیکن یہ توفیقِ الہی تھی اور حضور ﷺ کی تربیت کا فیضان کہ ازواجِ مطہرات میں باہمی سعادت و خیر سگالی کے جذبات موجزن نظر آتے ہیں جن کی عکاسی کے لیے ازواجِ مطہرات کے مختصر احوال پیش کیے جاتے ہیں:

۱۔ حضرت ام سلمہؓ زینب بنت جحش کے متعلق فرماتی ہیں:

﴿كانت زينب صالحة صوامه قوامه﴾ (۱۱)

”حضرت زینب نیک خو، روزہ دار اور نماز گزار ہیں۔“

۲۔ حضرت سودہؓ بنت زمعہ کی سیرت دین سے وابستگی اور بھلائی کے جذباتِ سعادت کی تعریف کرتے ہوئے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

”سودہؓ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ اس کے

قالب میں میری روح ہوتی ہے۔“ (۱۲)

۳۔ حضرت میمونہؓ کے تقویٰ و طہارت و زہد و عبادت کے بارے میں حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

”میمونہ خدا سے بہت ڈرنے والی اور صلہ رحمی کرنے والی تھیں۔“ (۱۳)

قرآن حکیم، احادیث طیبہ اور سیرت و تاریخ کی کتب میں ازواجِ مطہرات کے مثالی کردار کا بڑے اہتمام سے ذکر ہوا ہے۔ ازواجِ مطہرات جہاں زہد و عبادت، تقویٰ و طہارت، جود و سخا، حب رسول ﷺ، اطاعتِ رسول ﷺ اور خدمتِ رسول ﷺ کے جذباتِ سعادت سے معمور تھیں، وہاں ان کی عظمت و کردار کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اسلام کے نورانی پیغام کو نہ صرف مسلم خواتین تک بلکہ صحابہ کرامؓ اور تابعین تک پہنچاتی رہیں اور انہوں نے اپنے حلقہ اثر میں اور اپنے خاندان والوں کو اسلام کی ترغیب دینے میں بھرپور کردار ادا فرمایا اور ان کے ذریعے سے مشرف بہ اسلام ہونے والے لوگوں نے تاریخِ اسلام میں بڑا نام اور مقام حاصل کیا اور یوں اسلام کی نورانی کرنیں خاندانوں اور قبیلوں تک پھیلتی چلی گئیں۔

حواله جات

- ۱- بخاری ابو عبد الله محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، باب تزویج النبی، خدیجه و فضلها، ۱۳۸۹/۳ دار ابن کثیر، بیروت ۱۹۹۰ء۔
- ۲- ابن سعد محمد بن سعد منیع الزهري، الطبقات الکبریٰ، ۲۹۴/۸، دار صادر، بیروت، ب ت۔
- ۳- الزرقانی، محمد بن عبد الباقي، شرح الزرقانی علی المواهب، ۳۸۰/۴، دار الکتب العلمیہ، بیروت ۱۹۹۶ء۔
- ۴- ابن سعد الطبقات، ۲۷۰/۸، شرح الزرقانی، ۳۸۰/۴۔
- ۵- الطبقات الکبریٰ، ۳۷۶/۸، المستدرک علی الصحیحین، کتاب الصحابہ، ذکرام المؤمنین، عائشہ بنت ابی بکر الصديق، ۳۸۱/۴، شرح الزرقانی، ۳۹۰/۴۔
- ۶- شرح الزرقانی، ۴۱۶/۴۔
- ۷- مسلم ابن الحجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب فضائل الصحابہ، باب فضائل ام مسلمہ، ام المؤمنین، ۱۴۴/۴، دار الفکر، بیروت۔
- ۸- شرح الزرقانی، ۴۳۵/۴۔
- ۹- شرح الزرقانی، ۳۹۵/۴۔
- ۱۰- سنن الترمذی، باب جامع الدعوات، ۱۷۹/۳، شرح الزرقانی، ۴۲۸/۴۔
- ۱۱- شرح الزرقانی، ۴۱۳/۴۔
- ۱۲- الطبقات الکبریٰ، ۲۶۹/۸، شرح الزرقانی، ۳۸۰/۴۔
- ۱۳- الطبقات الکبریٰ، ۱۳۸/۸۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ممتاز علمی مقام

اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ اپنی فہم و فراست اور عقل و بصیرت اور تفقہ فی الدین کی خصوصیات سے حضور ﷺ کی خصوصی طور پر منظور نظر تھیں۔ خود حضور ﷺ نے بھی اس کا ذکر فرمایا اور صحابہ کرام بھی اس امر سے واقف تھے۔
حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿فضل عائشہ علی النساء کفضل الثرید علی الطعام﴾ (۱)
”حضرت عائشہؓ کو دیگر عورتوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو ثرید کو طعام پر حاصل ہے۔“

مولانا سعید انصاری امام زہری کی ایک روایت کا ذکر کرتے ہیں:
﴿لو جمع علم الناس کلہم ثم علم ازواج النبی ﷺ فکانت عائشہ وسعہم علماً﴾ (۲)

”اگر تمام لوگوں کا اور امہات المؤمنینؓ کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہؓ کا علم وسیع تر ہوگا۔“

حضرت عائشہؓ کے علمی مقام و مرتبہ کا ذکر کرتے ہوئے مولانا موصوف تحریر کرتے ہیں:

”وہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمان کے زمانہ میں فتویٰ دیتی تھیں اور اکابر صحابہ پر انہوں نے جو دقیق اعتراضات کیے ہیں ان کو علامہ سیوطی نے ایک رسالہ میں جمع کر دیا ہے اس رسالہ کا نام ”عین الاصابہ فی ما استدرکتہ عائشہ علی الصحابة“ (۳)

حضرت عائشہؓ مکثرین صحابہ میں داخل ہیں ان سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں۔
جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری حضرت عائشہؓ کے علمی و ادبی فضائل پر مبسوط
تبصرہ کے بعد لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی اس علمی شان کو دیکھ کر حضور ﷺ نے اپنے صحابہ
کرامؓ کو حکم دیا تھا:

﴿خذوا نصف دينكم عن هذه الحميراء﴾ (۴)

”اپنے دین کا نصف علم اس حمیراء یعنی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سیکھو۔“
صحابہ کرام کا معمول تھا کہ جس روز حضور ﷺ نے حضرت عائشہ کے ہاں
شب بسر کرنا ہوتی تو وہ ہدیے بھجواتے۔

﴿كان الناس يتحرون بهداياهم يوم عائشة يتغنون بذلك

مرضاة رسول الله ﷺ﴾ (۵) ء

”لوگ جستجو میں رہتے اور جس روز حضرت عائشہ کے ہاں حضور ﷺ کا
قیام ہوتا تو وہ اپنے ہدیے اور تحفے بھجواتے۔ ان کا مقصد حضور ﷺ کی
خوشنودی کا حصول ہوتا۔“

حضرت ابو ہریرہؓ نے ایک فتویٰ دیا کہ اگر کوئی شخص ناپاک حالت میں ہے اور
صبح ہوگئی تو اس کا روزہ درست نہ ہوا۔ لوگوں نے اس فتوے کا ذکر حضرت عائشہ سے کیا تو
انہوں نے وضاحت فرمائی کہ اس حالت میں روزہ رکھنا درست ہے اور بعد میں غسل کر
سکتا ہے اور نماز فجر ادا کر سکتا ہے۔ جب حضرت ابو ہریرہؓ کو حضرت عائشہ کی یہ وضاحت
بیان کی گئی تو انہوں نے فرمایا:

﴿عائشة امي و هي اعلم﴾ (۶)

”عائشہ میری ماں ہیں اور وہ مجھ سے زیادہ علم رکھنے والی ہیں۔“

سیرت و تاریخ کی کتب سے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے اور ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضور ﷺ کا وصول حجرہ عائشہ میں ہوا۔ ام المؤمنین اسے اپنے لیے سرمایہ فخر و سعادت قرار دیتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں:

﴿قبض رسول الله ﷺ في بيتي وفي يومي و علي صدري و

مضغت له السواك فجمع الله بين ريقی و ريقه﴾ (۷)

”رسول اللہ ﷺ کی رحلت میرے گھر میں ہوئی اور اس روز حضور ﷺ نے میرے جسم کا سہارا لے رکھا تھا۔ رحلت کے وقت حضور ﷺ نے لیے مسواک کو نرم کیا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ اعزاز بخشا کہ میری چبائی ہوئی مسواک انہوں نے اپنے دہن مبارک میں رکھی۔“

حضرت عائشہؓ کی تبلیغی و تربیتی سرگرمیوں کی چند جھلکیاں

حمص کی رہنے والی کچھ عورتیں حضرت عائشہ کے پاس آئیں۔ ام المؤمنین نے

ان سے پوچھا:

﴿ممن انتن؟ فقلن من اهل الشام فقالت: لعلكن من الكورة التي

تدخل فساؤها الحمامات فقلن: نعم﴾ (۸)

”تم کہاں سے آئی ہو انہوں نے جواب دیا، ہم ملک شام سے آئی ہیں تو آپ نے فرمایا: ”شاید تم علاقے کی رہنے والی ہو جہاں عورتیں حماموں میں جا کر غسل کرتی ہیں۔ انہوں نے جواباً کہا ہاں۔“

تو ام المؤمنین حضرت عائشہ نے فرمایا میں نے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ جو عورت اپنے کپڑے غیر پوشیدہ جگہ میں اتارتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی سخت ناراضگی کی مستحق ہو جاتی ہے۔

بصرہ کی رہنے والی عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے ام المؤمنین نے ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ ازواجکم ان یغسلوا اثر الخلاء فان رسول اللہ ﷺ کان یفعلہ﴾ (۹)

”اپنے شوہروں کو کہو کہ وہ بیت الخلاء میں فراغت کے بعد پانی سے

صفائی اور طہارت حاصل کیا کریں کیونکہ حضور ﷺ کا یہی معمول تھا۔“

حضرت ابن عمر سے استفسار کیا گیا کہ کیا حضور ﷺ نے عمرہ ادا فرمایا؟ تو

انہوں نے کہا نہیں جب یہ بات ام المؤمنین تک پہنچی تو آپ نے فرمایا:

﴿یرحم اللہ ابا عبد الرحمن لقد علم ان رسول اللہ ﷺ

اعتمر اربعاً احداھن فی حجة الوداع﴾ (۱۰)

”اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن پر رحم فرمائے یہ مسلمہ بات ہے کہ حضور ﷺ

نے چار بار عمرہ فرمایا ایک ان چار میں سے وہ تھا جو حجتہ الوداع کے

موقع پر فرمایا۔“

ایک صحابی نے سوال کیا:

﴿قلت لعائشہ یا ام المؤمنین ! حدیثی بشئ کان رسول

اللہ ﷺ یدعوبہ فقالت : کان رسول اللہ ﷺ یدعو یقول اللھم

انی اعوذ بک من شر ما عملت و من شر ما لم اعمل﴾ (۱۱)

”میں نے عرض کیا ام المؤمنین! مجھے کوئی ایسی بات بیان فرمائیں جو

حضور ﷺ دعا میں کہا کرتے تو آپ نے ان کی روحانی تربیت فرماتے

ہوئے جواب دیا کہ رسول کریم ﷺ بارگاہِ صمدیت میں یہ دعا کرتے:

اے میرے معبود حقیقی! بے شک میں تیری پناہ میں آتا ہوں ہر اس شر

سے جو مجھ سے سرزد ہوا اور ہر اس شر سے جو مجھ سے سرزد نہیں ہوا۔“

حضرت عائشہ کی فصاحت و بلاغت:

قرآن حکیم میں دو عقیفہ اور پاکباز عورتوں پر تہمت لگائے جانے کا ذکر ہے۔ پہلی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت مریم اور دوسری المؤمنین حضرت عائشہؓ اور اللہ تعالیٰ جو حق ہے جس سے بڑھ کر کوئی سچا ہونے کا تصور نہیں کر سکتا جس کی گواہی اور شہادت سے بڑھ کر کوئی سچی گواہی ممکن ہی نہیں اس خالق کائنات مالک کائنات رب کائنات اور علیم وخبیر آقا و مولا جل شانہ نے اپنے فضل عظیم سے اس تہمت کو دونوں کے بارے میں بہتان عظیم قرار دیا۔ سورہ نساء میں یہود کے جرائم کی فہرست بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَبِكْفَرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بَهْتَانًا عَظِيمًا﴾ (۱۲)

ام المؤمنین کے بارے میں سورہ نور میں ارشاد باری ہے:

﴿وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَنَكَ

هَذَا بَهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾ (۱۳)

”اور جب تم نے اسے سنا تھا تو کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمیں شایان نہیں کہ

ایسی بات زبان پر لائیں۔ (پروردگار) تو پاک ہے یہ تو (بہت) بڑا

بہتان ہے۔“

ام المؤمنین جیسی پاکباز اور عظیم ہستی پر بہتان عظیم باندھا گیا تو ذرا چشم تصور

سے کام لیجیے کہ آپ پر کیا گزری ہوگی۔ ام المؤمنین کے اپنے الفاظ میں جو فصاحت و

بلاغت کا آئینہ ہیں اس کی جھلک ملاحظہ کیجیے۔

﴿فَبَكِيتَ تِلْكَ اللَّيْلَةَ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ

أَصْبَحْتُ أَبْكِي﴾ (۱۴)

”پس اس رات روتی رہی آنسوؤں کی برسات جاری رہی میں نے نیند

کا سرمہ تک آنکھوں کو نہ لگایا اور میں نے روتے روتے صبح کی۔“
مولانا سعید انصاری لکھتے ہیں:

”ادبی حیثیت سے وہ نہایت شیریں کلام اور فصیح اللسان تھیں۔“
ترمذی میں موسیٰ بن طلحہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے:

﴿ما رأیت أفصح من عائشہ﴾ (۱۵)

”میں نے عائشہ سے زیادہ کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا۔“

واقعہ افک:

مسند عائشہ میں واقعہ افک صفحات ۱۰۵ تا ۱۱۰ اور ۱۱۷ تا ۱۲۰ پر مفصل بیان ہے۔
مفسرین کرام نے اپنی اپنی تفاسیر میں اس واقعہ کو درج کیا ہے اور اس بہتان عظیم جس کا
رد خود علیم و خبیر اللہ تعالیٰ جل شانہ نے بیان فرما دیا اس کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو کرتے
ہوئے ام المؤمنین کی عظمت کو اجاگر کیا ہے۔

محترمہ ڈاکٹر جمیلہ شوکت صاحبہ کا ڈاکٹریٹ کا مقالہ ”مسند عائشہ“ کے عنوان سے
پنجاب یونیورسٹی نے شائع کیا۔ اس میں حضرت عائشہ سے مروی ۱۱۳۸ احادیث سند کے
ساتھ مذکور ہوئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحبہ نے ۱۰۰ (ایک سو) صفحات پر مشتمل دو سے سے زیادہ
راویوں کی فہرست ”فہرس اسماء الرواة“ کے عنوان سے تحریر کی ہیں اور فن حدیث کے
مروج اسلوب کے مطابق تحقیقی کاوش انجام دی ہے۔ مسند عائشہ میں مذکور ان گیارہ سو سے
زائد احادیث میں فقط چند احادیث کی اشاراتی جھلک پیش کی جاتی ہے جس سے ام المؤمنین
حضرت عائشہؓ سے مروی احکام و مسائل کی اہمیت و افادیت کا اندازہ کرنا آسان ہوگا۔

تفصیلی مطالعہ کے لیے قارئین کرام براہ راست ”مسند عائشہ“ سے علمی استفادہ

کر سکتے ہیں۔

قرآن کریم کی تشریح و تفسیر:

صحابہ کرام حضور ﷺ کی رحلت کے بعد ام المؤمنین حضرت عائشہ سے قرآن حکیم کی آیات یا حضور ﷺ کے ارشادات کے بارے میں ان کے صحیح اور حقیقی معانی کی جستجو میں استفہار کرتے تو ام المؤمنین اپنی خداداد ذہانت اور حضور ﷺ کے فیضانِ تربیت سے ان کا شافی جواب بیان فرماتیں جس سے صحابہ کرام کو مسائل کے صحیح علم میں اطمینان حاصل ہو جاتا۔

ام المؤمنین سے سورہ نساء کی آیت ۱۱۸ کے حوالے سے استفہار کیا گیا کہ مرد و عورت یعنی میاں بیوی میں باہمی صلح کی جو اجازت دی گئی ہے اس سے مراد کون سی عورت ہے؟ ام المؤمنینؓ نے ارشاد فرمایا:

﴿أَنْزَلَ فِي الْمَرْأَةِ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَا يَسْتَكْثِرُ مِنْهَا فَيُرِيدُ أَنْ يَطْلُقَهَا وَيَتَزَوَّجَ غَيْرَهَا فَتَقُولُ لَهُ: لَا تَطْلُقْنِي وَامْسِكْنِي وَأَنْتَ فِي حِلٍّ مِنَ النِّفْقَةِ وَالْقِسْمَةِ لِي فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: لَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَصْلِحَا بَيْنَهُمَا﴾ (۱۶)

اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کا ملخص پیر جسٹس محمد کرم شاہ الازہری کے الفاظ میں پیش کیا جا رہا ہے:

”بعض اوقات بیوی دائم المریض یا بانجھ ہوتی ہے اس کی شکل و صورت غیر پسندیدہ یا اس کا مزاج تند و تیز ہوتا ہے یا کبر سنی کی وجہ سے مرغوب خاطر نہیں رہتی اور مرد چاہتا ہے کہ اسے طلاق دے دے اور کسی دوسری عورت سے شادی کر لے یا کسی کی دو بیویاں ہیں ان میں سے ایک مذکورہ بالا وجوہات کے باعث اب اس کے لیے وبال جان بن گئی ہے اور وہ اسے

طلاق دینے کا ارادہ کر رہا ہے تو ایسے موقعوں کے لیے عورت کو بتایا جا رہا ہے کہ اگر وہ اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کو اس کی جدائی پر ترجیح دیتی ہے تو اسے اجازت ہے کہ وہ اپنا مہر معاف یا کم کر کے اپنے حقوق زوجیت سے دوسری بیوی کے حق میں دست بردار ہو کر یا اپنے نفقہ کے بار کو ہلکا کر کے خاوند کے ساتھ مصالحت کر لے تاکہ وہ اسے طلاق نہ دے۔ قرآن فرماتا ہے کہ جدائی اور افتراق سے بہر حال صلح ہی بہتر ہے۔“ (۱۷)

ذرا غور کیجئے، منزل زندگی میں سازگاری پیدا کرنے کے لیے یہ آیت کس قدر حکمت پر مبنی ہے اور ام المؤمنین کی تشریح نے اس وقت کے سائلین اور آنے والے مفسرین کے لیے کس قدر اطمینان بخش وضاحت فرمادی ہے۔

صحابہ کرام نے ام المؤمنین سے دریافت کیا کہ کیا رسول کریم ﷺ نے عید الاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے گوشت کو تین روز سے زیادہ مدت گزرنے کے بعد کھانے سے منع فرمایا ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

﴿انما قال ذلك في عام جاع الناس فيه فأراد ان يطعم الغنى الفقير﴾ (۱۸)

”ام المؤمنین نے وضاحت فرماتے ہوئے بتایا کہ حضور ﷺ نے ایک خاص برس میں یہ ارشاد فرمایا تھا جب لوگ فاقہ زدہ تھے تو رحمت دو عالم ﷺ نے ارادہ فرمایا کہ امیر لوگ (تین روز تک گوشت کو ختم کرنے کے لیے) فقراء و مساکین کو کھلا دیں۔“

گویا ام المؤمنین کی اس وضاحت سے عہد نبوی کے اس سال کے بعد سے لے کر آج تک اس امر کی اجازت ہے کہ قربانی کا گوشت تین روز سے زیادہ مدت تک استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔

ام المؤمنین کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عیم سے فہم قرآن کی بصیرت سے نوازا تھا

اس پر اپنے شوہر نامدار کے فیضانِ تربیت نے اسے مزید جلا بخشی۔ ایک روز حضرت عائشہؓ نے رسول کریم ﷺ سے آیت کریمہ کے بارے میں استفسار کیا:

﴿يَا رَسُولَ اللَّهِ! قُلِ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ مَا آتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجَلَةٌ﴾
 ”سورۃ المؤمنون آیت نمبر ۶۰ سے کیا وہ شخص مراد ہے جو شراب پیتا ہے،
 بدکاری کا مرتکب بھی ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے
 حضور جواب دہی کے خوف سے اس کا دل لرز لرز جاتا ہے۔“ تو رسول
 کریم ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا:

﴿لَا وَلَكِنَّ الرَّجُلَ يَصُومُ وَيَتَصَدَّقُ وَهُوَ مَعَ ذَلِكَ يَخَافُ اللَّهَ﴾ (۱۹)
 ”آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو روزہ
 بھی رکھتا ہے، صدقہ و خیرات بھی کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس کا
 دل اللہ کے خوف سے لرز جاتا ہے۔“

سیرتِ مطہرہ:

وحی کا آغاز: ام المؤمنین حضور ﷺ کی وحی کا پس منظر بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں
 کہ ابتداء میں آپ کو رؤیا صالحہ (سچے خواب) نظر آنے لگے اور آپ ﷺ جو خواب
 دیکھتے تھے سپیدہ سحر کی طرح نمودار ہو جاتا تھا۔ پھر حضور کو خلوت گزینی محبوب ہو گئی اور
 آپ ﷺ غار حرا میں عبادت کی لذت و حلاوت سے بہرہ یاب ہونے لگے جب توشہ ختم
 ہو جاتا تو آپ ﷺ حضرت خدیجہؓ کے پاس آ کر نیاز ادا و سامان لے جاتے حتیٰ کہ وحی کا
 آغاز ہوا اور آپ غار حرا ہی میں تھے پھر حضرت جبریلؑ کے آنے آپ کو اقرار کہنے اور
 آپ کا جواباً ما انا بقاری فرمانے کا مستقل واقعہ بیان کیا حتیٰ کہ آخر میں حضرت جبریلؑ
 نے آپ کو کہا:

﴿اقرا باسم ربك الذي خلق حتى بلغ "علم الانسان مالم يعلم" قال فجنت خديجة فقلت زملوني فزملوني حتى ذهب عني الروح﴾

”آپ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے سب کو پیدا فرمایا۔ انسان کو جنمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھیے آپ کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا اسی نے انسان کو وہ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا، رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں خدیجہ کے پاس گیا اور کہا مجھے کپڑا اڑھا دو۔ چنانچہ انہوں نے مجھے چادر اڑھا دی حتیٰ کہ مجھے سکون و طمانینت حاصل ہو گئی۔“

ام المؤمنین نے اس موقع پر حضرت خدیجہؓ کے وہ الفاظ بیان کیے ہیں جو انہوں نے حضور ﷺ کے اوصاف حمیدہ کے حوالے سے بیان فرمائے:

﴿ابشر، فوالله لا يخزيك الله ابداً انك لتصل الرحم
وتصدق الحديث و تحمل الكل و تفرى الضيف و تعين على
نواب الحق﴾ (۲۰)

”آپ کو مبارک ہو، خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی بے آبرو نہیں کرے گا۔ آپ قریبی رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے ہیں، ہمیشہ حق گوئی سے کام لیتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کی وجہ سے کسی پر کوئی مصیبت آجائے تو آپ اس کی دستگیری فرماتے ہیں۔“

حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو تحائف:

ام المؤمنین بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ، حضرت خدیجہؓ کا اکثر ذکر خیر فرماتے

اور ”وان كان مما يذبح الشاة فيتبع بها صدائق خديجة يهديها اليهن“ (۲۱)

”حضور ﷺ اگر کوئی بکری ذبح کرتے تو حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کو

اس میں سے ضرور تحفہ اور ہدیہ بھجواتے۔“

واقعہ تخمیر:

ام المؤمنین بیان کرتی ہیں کہ جب آیت تخمیر نازل ہوئی (الاحزاب ۲۸-۲۹) تو

حضور ﷺ نے سب سے پہلے مجھے اختیار دیا کہ اگر دنیوی مال و دل اور زینت کی رغبت

ہے تو تمہیں احسن طریق سے رخصت کر دوں اور اگر اللہ اس کے رسول کی خوشنودی اور

آخرت کی بھلائی چاہتی ہو تو (دنیا میں فقر و فاقہ کی زندگی گزارنی ہوگی) آخرت میں اللہ

تعالیٰ نے نیکو کار عورتوں کے لیے اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔ حضور ﷺ نے مجھے والدین

سے مشورہ کرنے کی بھی تاکید فرمائی لیکن ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا:

﴿إني أريد الله ورسوله والدار الآخرة ولا استأمر في ذلك أبوي﴾ (۲۲)

”مجھے اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی اور دار آخرت مطلوب ہے اور

مجھے اس معاملے میں اپنے والدین سے مشورہ کرنے کی قطعاً حاجت نہیں۔“

ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے تبسم فرمایا اور پھر دوسری ازواج

طاہرات کے حجروں میں تشریف لے گئے اور اپنی پیشکش و اختیار اور میرے جواب کا ذکر

فرمایا۔ سب ازواج مطہرات نے وہی جواب دیا جو عائشہ نے دیا تھا۔

رحیم و کریم نبی ﷺ

ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ ایک یہودی بارگاہ رسالت میں داخل ہوا اور سلام کے

بجائے نازیبا الفاظ کہے حضور ﷺ نے جواباً فرمایا: ”وعلیکم“ میں نے چونکہ یہودی کی بات سن لی تھی اور اس کی نازیبا حرکت کو سمجھ گئی تھی اس کو جواب میں کہا: ”وعلیکم السام واللعنة“ ”تم پر موت ہو اور ساتھ لعنت بھی“ تو حضور ﷺ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا:

﴿یا عائشہ! علیک۔ النبی فان الله يحب الرفق فی الامر کله﴾ (۲۳)

”اے عائشہ! تجھے نیک سے کام لینا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ سب معاملات میں نرمی کو ہی پسند فرماتا ہے۔“

ام المؤمنین بیان کرتی ہیں کہ رمضان المبارک میں ایک رات پھر دوسری رات پھر تیسری رات نماز تراویح ادا فرمائی۔ چوتھی رات آئی حتیٰ کہ مسجد بھر گئی اور جگہ نہ رہی تو حضور ﷺ باہر تشریف نہ لائے لوگ نماز نماز کی ندا بلند کرتے رہے لیکن آپ باہر تشریف نہ لائے تو عمر بن الخطاب نے عرض کیا:

﴿یا رسول الله! جعل الناس ينتظرونک البارحة فلم تخرج فقال:

انه لم يخف علی مکانهم ولكن خشيت ان تكتب علیهم﴾ (۲۴)

”یا رسول اللہ! گزشتہ کل ابک آپ کا انتظار کرتے رہے لیکن آپ باہر تشریف نہ لائے؟ آپ نے فرمایا: مجھ پر ان کا ذوق و شوق مخفی نہیں لیکن مجھے خدشہ ہوا کہ کہیں ز تراویح ان پر فرض نہ کر دی جائے۔“

ام المؤمنین حضرت رسول ﷺ کی شان رحمت اور امت مسلمہ کے لیے ان کی

شفقت و رافت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

﴿کان رسول الله ﷺ یتروک العمل ان یعمل به و هو یحب ان

یعمله مخافة ان یعمل الناس ذلک فیفترض علیهم﴾ (۲۵)

”رسول کریم ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ آپ بعض دفعہ کسی نیک عمل کو ترک فرما دیتے حالانکہ آپ کی آرزو یہ ہوتی کہ اس پر عمل کیا جائے

اس ڈر سے کہ اگر لوگوں نے (ذوق و شوق کو ملحوظ رکھتے ہوئے) اس پر عمل کرنا شروع کر دیا تو کہیں ان پر وہ عمل فرض نہ ہو جائے۔“
صاحب خلقِ عظیم:

قرآن حکیم وہ صحیفہ فطرت اور کامل، جامع، روشن اور محفوظ ضابطہ ہدایت ہے جس میں فضائل اخلاق سے آراستہ ہونے کی ترغیب اور رذائل اخلاق سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے اور ایک ایک خلق کا نام لے کر اس کے اپنانے اور اس سے مزین ہونے کی تاکید کی گئی ہے۔ ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ سعد بن ہشام نے ان سے رسول کریم ﷺ کے خلاق عالیہ کے بارے میں دریافت کیا:

﴿سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ خَلْقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَتْ أَمَاتُ قُرْآنِ الْقُرْآنِ﴾

﴿فَقُلْتُ بَلَى! فَقَالَتْ فَإِنْ خَلَقَهُ كَانَ الْقُرْآنُ﴾ (۲۶)

”میں نے حضرت عائشہ ام المؤمنین سے رسول کریم ﷺ کے اخلاق عالیہ کے بارے میں استفسار کیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کیا تو قرآن مجید نہیں پڑھتا؟ میں نے جواباً عرض کیا ہاں ضرور پڑھتا ہوں۔ تو ام المؤمنین نے فرمایا نبی رحمت تو قرآن حکیم میں جملہ بیان کردہ اخلاق کے حوالے سے خلق مجسم تھے۔“

ام المؤمنینؓ نے کتنی عمدہ طور پر سچی بات کہی جس کے بارے میں خود خداوند قدوس نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ﴾ (۲۷)

”اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔“

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اس کی مبسوط شرح بیان کرتے ہوئے اس کا

نچوڑ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

”مقصد یہ ہے کہ اخلاق حمیدہ اور افعال پسندیدہ پر حضور ﷺ کا قبضہ ہے یہ سب سے زیادہ فرسان ہیں یہ سب مرکب ہیں۔ حضور ﷺ ان کے راکب اور شہسوار ہیں اس لیے حضور ﷺ کو ان امور کے لیے کسی تکلف اور بناوٹ کی ضرورت نہیں۔ آفتاب ذات محمدی سے صفات محمدیہ اور کمالات احمدیہ کی کرنیں خود بخود پھوٹی رہتی ہیں۔“ (۲۸)

امت کے لیے شفقت و رحمت:

ام المؤمنین بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے بارگاہِ صمدیت میں دعا کی:

﴿اللهم من رفق بأمّتی فارفق به و من شق علی امتی فشق علیه﴾ (۲۹)

”اے میرے معبود حقیقی! میری امت کے ساتھ جو نرمی سے پیش آتا ہے

تو بھی اس پر نرمی فرما اور جو میری امت پر مصیبت اور مشقت ڈالتا ہے

تو اس پر سختی فرما۔“

صلوة رسول ﷺ:

ایک صحابی نے ام المؤمنین سے صلوة رسول ﷺ کے بارے میں دریافت کیا

تو ام المؤمنین نے حضور ﷺ کا معمول بیان کیا:

﴿کان یرقد اول اللیل و یقوم آخره﴾ (۳۰)

”حضور ﷺ رات کے پہلے حصے میں استراحت فرماتے اور آخری حصے

میں قیام فرماتے۔“

کلام رسول ﷺ کا اسلوب:

رحیم و شفیق نبی کریم ﷺ کا انداز تکلم بھی مشفقانہ اور کریمانہ تھا تاکہ صحابہ

پورے طور پر سن کر سمجھ کر اس پر عمل پیرا ہو سکیں۔

ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں:

﴿كَانَ كَلَامَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَصْلًا يَفْهَمُهُ كُلُّ أَحَدٍ وَلَمْ يَكُنْ

يَسْرُدُ سِرْدَ كَمِ هَذَا﴾ (۳۱)

”اللہ کے پیارے رسول اللہ ﷺ صاف صاف اور ٹھہر ٹھہر کر گفتگو

فرماتے جسے ہر سننے والا آسانی سے سمجھ لیتا وہ تمہاری طرح تیزی اور

جلدی سے بات نہ کرے۔“

آسان اور قابل عمل دین عطا فرمانے والا رؤف ورحیم نبی ﷺ

ام المؤمنین حضور ﷺ کے اوصاف حمیدہ بیان کرتے ہوئے امت مسلمہ پر

آپ کے اس احسان عظیم کا ذکر فرماتی ہیں:

﴿وَلَا خَيْرَ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ إِيسَرَهُمَا مَالٌ يَكُنْ مَأْتِماً﴾ (۳۲)

”حضور کو جب بھی دو باتوں میں اختیار دیا گیا تو آپ نے ہمیشہ دونوں

میں سے آسان بات کو اختیار فرمایا۔ بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔“

گویا رؤف ورحیم نبی کریم ﷺ ہمیشہ امت کے لیے آسانی ملحوظ رکھتے۔

وفات سے تھوڑا پہلے معمول بہ دعا:

سورۃ نصر کا ایک نام سورۃ تودیع بھی ہے یعنی الوداعی سورت کیونکہ سراج منیر

اپنی ضیاء پاش کرنوں کا نور پھیلا کر اپنے فرائض نبوت کو احسن طریق سے ادا کر کے اب

اپنے خالق حقیقی سے ملنے کے لیے بے تاب ہے۔

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں:

﴿كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَكْثُرُ أَنْ يَقُولَ قَبْلَ مَوْتِهِ: سُبْحَانَكَ

اللهم و بحمدك استغفرک و اتوب اليک، فقلت یا رسول
الله! انک تکثر أن تقول هذا فقال قد جعل ذلک لى علامة فى
امتى ”اذا جاء نصر الله والفتح.....﴿ (۳۳)

”رسول کریم ﷺ اپنی رحلت سے قبل اکثر یہ دعا کیا کرتے پاک ہے تو
اے اللہ! میں تیری حمد کرتا ہوں، میں تجھ سے بخشش اور مغفرت کا طلب گار
ہوں اور تیرے حضور توبہ کرتا ہوں۔ (حضرت عائشہ کہتی ہیں) میں نے
عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اکثر یہی دعا کرتے رہتے ہیں تو آپ نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے میری امت میں میری علامت بنا دیا ہے۔“

رحلت کے وقت آخری الفاظ

ام المؤمنین بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کے آخری الفاظ یہ تھے:
﴿و هو يقول: بل الرفیق الاعلیٰ من الجنة﴾ قالت، فقلت له قد
خیرت فاخترت. ﴿ (۳۴)
”اور آپ کے مبارک ہونٹوں پر آخری الفاظ یہ تھے: ”بلکہ جنت میں
رفیق اعلیٰ۔“

ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:
آپ کو اختیار دیا گیا (کہ دنیا میں مزید رہیں یا سفر آخرت اختیار فرمائیں) پس آپ نے
رفیق اعلیٰ کو اختیار فرمایا۔
حضور ﷺ کا مدفن:

صحابہ کرام کے مابین جب حضور ﷺ کی قبر کے بارے میں گفتگو ہوئی تو سیدنا
صدیق اکبرؓ نے فرمایا:

﴿سمعت رسول الله ﷺ يقول: مامات نبی قط الا و دفن حیث

یقبض فحفرو الہ عند فراشه﴾ (۳۵)

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی کی روح جہاں قبض ہوتی ہے اسی جگہ اسے دفن کیا جاتا ہے چنانچہ لوگوں نے

آپ کے بستر کے پاس آپ کی قبر کھودی۔“

رسول کریم ﷺ کی خصوصی عظمتیں:

قرآن حکیم میں حضور ﷺ کی خصوصی عظمتوں کا ذکر خود رب جلیل نے فرمایا ہے اور آپ کو رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین، کافۃ للناس، للعالمین، نذیر اور سراج منیر جیسے اعزازات سے نوازا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے بھی اپنے مشاہدات میں حضور ﷺ کی خصوصی عظمتوں کا ذکر کیا ہے اور حدیث و سیرت کی کتب ان امور سے معمور ہیں۔ یہاں مسند عائشہ سے فقط چند ایک کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے امت پر رحمت و شفقت فرماتے ہوئے انہیں صوم وصال سے منع فرمایا:

﴿نہاہم رسول اللہ ﷺ عن الوصال، رحمة لهم، فقالوا: یا

رسول اللہ! انک تواصل، قال: انی لست کا حدکم انی

یطعننی ربی و یسقینی﴾ (۳۶)

”رسول کریم ﷺ نے لوگوں کو صوم وصال سے منع فرمایا۔ دراصل ان

پر شفقت و رحمت ملحوظ تھی، تو صحابہ نے اپنے ذوق و شوق کا مظاہرہ کرتے

ہوئے بارگاہ رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ! آپ خود تو صوم وصال

پر عمل فرماتے ہیں تو حضور نے فرمایا، میں تمہاری طرح نہیں ہوں، بیشک

میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔“

گویا رب کریم حضور ﷺ کو ایک ایسی روحانی کیفیت سے سرشار فرما دیتے تھے کہ بھوک اور پیاس کا احساس تک نہ ہوتا تھا۔
ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز رحمت دو عالم ﷺ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا:

﴿هَذَا جبريل يقرأ عليك السلام﴾ فقالت: وعليه السلام و

رحمة الله و برکاته‘ یری مالانری ﴿﴾ (۳۷)

”اے عائشہ! یہ جبریل ہیں تمہیں سلام مسنون کہ رہے ہیں تو آپ نے (عائشہ نے) مسنون طریقے سے احسن طور پر سلام کا جواب ان الفاظ میں دیا اور ان (جبریل پر بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات نازل ہوں۔ آپ وہ دیکھتے ہیں جو ہم نہیں دیکھ سکتے۔“

ام المؤمنینؓ سے یہ استفسار کیا گیا کہ کیا حضور ﷺ نے کوئی خاص دن کسی خاص عمل کے لیے مخصوص فرما رکھا تھا؟ مقصد یہ تھا کہ صحابہ کرام بھی اس روحانی کیفیت ولذت سے بہرہ یاب ہوں تو آپ نے (ام المؤمنین) نے جواباً یہ کہا:

﴿فقلت: کان احب الاعمال الیہ ما داوم علیہ صاحبہ و ایکم

یستطیع ما کان رسول اللہ ﷺ یستطیع﴾ (۳۸)

”ام المؤمنین نے فرمایا: حضور ﷺ کے نزدیک سب سے محبوب عمل وہ ہے جس پر مداومت اور باقاعدہ پابندی اختیار کی جائے اور تم میں کون ہے جو وہ استطاعت رکھتا ہو جس کی حضور ﷺ استطاعت رکھتے تھے۔“

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ اپنے معبود حقیقی کے حضور نماز ادا فرما رہے تھے کہ شیطان نے ناپاک جسارت سے کام لیتے ہوئے آپ پر اثر انداز ہونا چاہا:

﴿کان یصلی فاتاہ الشیطان فاخذہ فصرعہ فخنقه فقال رسول
اللہ ﷺ حتی وجدت بر دلسانہ علی یدی ولو لا دعوة سلیمان
لاصبح موثقا حتی یراہ الناس﴾ (۳۹)

”آپ حضور حق میں قیام فرماتے تھے کہ شیطان نے دوسوہ اندازی کی۔ آپ
نے اسے پکڑا اسے چاروں شانے چت گرایا اس کا گلا گھونٹا پھر آپ نے
فرمایا کہ اس کی زبان شدتِ الم سے باہر نکل پڑی اور اگر مجھے حضرت
سلیمان کا لحاظ نہ ہوتا تو اس پر ایسی گرفت کرتا کہ لوگ اسے دیکھتے۔“
ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ میرے ایک احتمال کو دور کرنے کے لیے رسول
کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿فقال: انہا من الشیطان ولم یکن اللہ یسلطہ علی﴾ (۴۰)
”آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بات شیطان کی طرف سے ہوتی ہے اور اللہ
تعالیٰ نے اپنے فضلِ عمیم سے شیطان کو مجھ پر کبھی تسلط نہیں دیا۔“
یعنی رب کریم کی رحمت واسعہ میرے شامل حال ہے کہ شیطان مجھ پر اثر انداز
نہیں ہو سکتا اور کبھی بھی مجھ پر تسلط یا غلبہ حاصل نہیں کر پاتا۔
ام المؤمنینؓ نے ایک استفسار پر جواب دیا کہ حضور ﷺ کو اپنے جذبات پر
مثالی ضبط (Self Control) حاصل تھا۔

﴿فقالت: کان رسول اللہ ﷺ أملککم لأربہ﴾ (۴۱)
”رسول کریم ﷺ تم میں سب سے بڑھ کر جذبات پر قابو اور ضبط
رکھنے والے تھے۔“

حضرت جبریل علیہ السلام اکثر و بیشتر انسانی صورت میں بارگاہِ رسالت میں
حاضر ہوتے تھے لیکن بعض مواقع پر آپ اپنی اصلی اور کامل صورت میں بھی حضور ﷺ

کے سامنے ظاہر ہوتے اسی قسم کے ایک موقع کا ذکر کرتے ہوئے ام المؤمنین فرماتی ہیں:

﴿قال: رأيت جبريل قد تهبط، فملاً بين الخافقين، عليه ثياب

سندس معلق فيه اللؤلؤ والياقوت﴾ (۴۲)

”حضور ﷺ نے فرمایا: میں نے جبریل کو اترتے دیکھا تو مشرق اور

مغرب دونوں ان کے وجود سے بھر گئے وہ باریک اور انتہائی نفیس ریشمی

لباس پہنے ہوئے تھے جس میں سچے موتی اور یاقوت لٹک رہے تھے۔“

”عدل بین النساء“ کا وہ عدیم النظیر فقید المثل اور ایسا مثالی نمونہ عمل

حضور ﷺ نے قائم فرمایا جس کی مثال تاریخ اسلام ہی نہیں پوری تاریخ عالم میں

ڈھونڈنے سے نہیں ملتی۔ آپ کا معمول تھا کہ آپ جب سفر پر جاتے تو ہمیشہ اپنی ازواج

کے مابین قرعہ ڈالتے جس کے نام کا قرعہ نکلتا اسے ساتھ لے جاتے اپنی علالت میں بھی

حضور ﷺ ازواج کی باری کو ملحوظ رکھتے۔ مرض الموت میں آپ نے علالت کی شدت کو

محسوس فرمایا چنانچہ ازواج طاہرات کو حضرت عائشہ کے حجرے میں بلا بھیجا۔ ام المؤمنین

بیان کرتی ہیں:

﴿فاجتمعن، فقال رسول الله ﷺ: انى اشتكيت ولا أستطيع أن أدور

بينكن فان رأيتن أن تأذن لي فاكون في بيت عائشة ففعلن﴾ (۴۳)

”تمام ازواج مطہرات حضرت عائشہ کے حجرے میں جمع ہو گئیں تو رسول

اللہ ﷺ نے انہیں مخاطب فرمایا۔ بے شک میری علالت شدت اختیار

کر گئی ہے اور مجھے یہ استطاعت نہیں رہی کہ میں تمہارے پاس باری

باری شب باشی کروں۔ پس اگر تم مناسب سمجھو اور مجھے اجازت دو تو

میں عائشہ کے گھر میں ٹھہرا رہوں۔ چنانچہ سب ازواج طاہرات نے اس

امر پر رضامندی کا اظہار کیا۔“

اجازت کا یہ عرصہ کتنی مدت پر محیط تھا اس ضمن میں مولانا سعید انصاری لکھتے ہیں:
 ”ربیع الاول ۱۱ھ میں آنحضرت نے وفات پائی۔ ۱۳ دن علیل رہے جن
 میں ۸ دن حضرت عائشہؓ کے حجرے میں اقامت فرمائی۔“

مولانا موصوف حضرت عائشہ کے مناقب کے حوالے سے مزید بیان کرتے ہیں:
 ”حضرت عائشہؓ کے ابواب مناقب کا سب سے زریں باب یہ ہے کہ
 ان کے حجرہ کو آنحضرت ﷺ کا مدفن بننا نصیب ہوا۔“ (۴۴)

حضرت عائشہؓ کی بیوگی کی حالت کا ذکر کرتے ہوئے مولانا لکھتے ہیں:
 ”آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت عائشہؓ نے ۲۸ سال بیوگی کی
 حالت میں سر کیے اس زمانہ میں ان کی زندگی کا مقصد واحد قرآن و
 حدیث کی تعلیم تھا۔“ (۴۵)

قرآن حکیم وہ ضابطہ ہدایت ہے جس نے قیامت تک آنے والی نسل انسانی
 کے لیے جملہ شعبہ ہائے حیات میں روشن اور رہنما زریں اصول کی نشاندہی کی ہے اور ایک
 معتدل و متوازن نظام عبادات بھی عطا کیا ہے تاکہ رب کائنات جو معبود حقیقی ہے اس کی
 بندوں کا اس سے رشتہ عبودیت مستحکم ہو سکے۔ بندہ و مولا کے اس رشتے کو سب سے زیادہ
 استحکام ارکان اسلام سے ملتا ہے۔ جن میں سے شہادت توحید و رسالت کے بعد سب سے
 پہلا اور انتہائی اہم رکن جو دین کا ستون، معراج النبی کا عظیم تحفہ اور اس کی تسبیح و تقدیس
 بیان کرنے کا موقع فراہم کرنے والی عبادت صلاۃ ہے۔ بعد ازاں صوم، حج اور زکوٰۃ کے
 ارکان ہیں۔

یہاں اس امر کا ذکر بے حد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلام صاف ستھرا اور
 نظیف دین ہے۔ انسانیت کے سب سے بڑے معلم رسول اکرم ﷺ نے طہارت اور
 پاکیزگی کو نصف ایمان قرار دیا ہے اور جنت کی کنجی نماز اور نماز کی کنجی وضو اور طہارت کو

قرار دیا ہے تاکہ مومن مرد اور عورتیں اپنے رب کریم کے حضور جب سجدہ ریز ہوں تو پاک اور صاف ستھری حالت میں ہوں۔ کیونکہ جسمانی پاکیزگی اور طہارت جذبات و احساسات میں بھی پاکیزگی پیدا کرتی ہے اور عبادت میں لذت و حلاوت پیدا کرتی ہے۔

ایصالِ ثواب:

اس کائنات ارضی پر کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس نے موت کا مزہ نہ چکھنا ہوا۔ انسان کی پیدائش اس بات کی علامت ہے کہ ایک روز اسے دارفانی سے رحلت اختیار کرنی ہے۔ موت و حیات کا نظام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ موت کسی کی عمر، صحت، مصلحت نہیں دیکھتی۔ وقت مقررہ پر ملک الموت روح قبض کر لیتا ہے اور انسان کے اعمال کا سلسلہ فوری منقطع ہو جاتا ہے۔ اسلام دین رحمت ہے کہ مرحومین اور رفتگان کے لیے دعا کا ہر نماز میں اہتمام رکھا گیا تاکہ زندہ لوگ اپنے مرحومین اور امت مسلمہ کے مرحومین کے لیے ”اللهم اغفر لی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب“ کے الفاظ کے رحمت مغفرت کے لیے بارگاہِ صمدیت میں التجا کرتے رہیں۔

ام المؤمنین بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور یوں گویا ہوا:

﴿یا رسول اللہ! ان امی افلتت و انی ظننتھا ان لو تکلمت أوصت

بصاۃ فہل لھا اجر ان تصدقت عنھا؟ قال: نعم﴾ (۴۶)

”یا رسول اللہ! میری والدہ اچانک فوت ہو گئیں اور میرا گمان ہے کہ اگر

انہیں بات کرنے کا موقع ملتا تو صدقہ و خیرات کے لیے وصیت کرتیں۔

اگر میں اس کی طرف سے کوئی صدقہ کروں تو کیا اسے اجر ملے گا؟

رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا: ہاں“

ام المؤمنین فرماتی ہیں کہ جس شب حضور ﷺ نے میرے ہاں قیام فرمانا ہوتا

تو آپ رات کو بقیع کے قبرستان کی طرف نکلتے اور مرحومین کو مخاطب فرماتے۔

﴿السلام علیکم اهل الدیار قوم مومنین و انا و ایاکم ما

توعدون غدا موجلون و انا ان شاء الله بکم لاحقون﴾ (۴۷)

”تم پر سلام ہو اے یہاں کے رہنے والو! اے گروہ مومنین ہم سے بھی

اور تم سے بھی جو وعدہ کیا گیا ہے وہ پورا ہو کر رہے گا اور ہم بھی جب

• اللہ نے چاہا تم سے ملنے والے ہیں۔“

عورتوں سے بیعت لینے کا طریق:

قرآن حکیم میں مردوں اور عورتوں سے بیعت لینے کا ذکر ہے۔ شاہ ولی اللہ

محدث دہلویؒ نے اس پر ایک مبسوط کتاب تحریر فرمائی ہے۔ عورتوں سے بیعت لینے میں

حضور ﷺ اسلامی اقدار اور اسلامی تعلیمات کو ملحوظ فرماتے تھے۔

ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں:

﴿ما مس ید رسول الله ﷺ ید امرأة فی بیعة قط﴾ (۴۸)

”حضور ﷺ بیعت لیتے وقت کسی عورت کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ سے

مس نہیں فرماتے تھے۔“

ام المؤمنینؓ نے ایک دوسری روایت میں اسی بات کو تفصیل سے بیان فرمایا ہے:

﴿ما بایع رسول الله ﷺ امرأة قط فمس یدھا ما بایعھن الا

بھذہ الآیة (یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا) تلا

الآیة کلھا وما مست یدہ ید امرأة قط﴾ (۴۹)

”حضور ﷺ نے بیعت لیتے وقت کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں فرمایا اور

حضور ﷺ عورتوں سے اس قرآنی آیت جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے

کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی، پوری آیت (الممتحنہ: ۶۰-۱۳)

پڑھی اور حضور ﷺ نے کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں فرمایا۔

عدل بین النساء:

انسانیت کے سب سے بڑے معلم اور محسن انسانیت نے جو قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے لیے ہادی و رہنما ہیں ”عدل بین النساء“ کا وہ مثالی اور زریں اصول قائم فرمایا ہے جس کی نظیر پوری تاریخ عالم میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی۔

ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں:

﴿أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَافَرَ أَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَأَيَّتَهُنَّ

خَرَجَ سَهْمَهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهُ﴾ (۵۰)

”رسول کریم ﷺ جب کبھی سفر پر نکلتے اپنی ازواج طاہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جس کے نام قرعہ نکلتا اسے اپنے سفر میں شرفِ رفاقت عطا فرماتے۔“

منزلی زندگی کی چند جھلکیاں:

جب حضور ﷺ مکہ مکرمہ میں اللہ تعالیٰ کے دین حق کی تبلیغ کے لیے شب و روز سرگرم عمل تھے۔ ادھر مشرکین مکہ نئے ابھرتے ہوئے دین حق کی مزاحمت کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔ ایک طرف نعمت اسلام سے مشرف ہونے والوں پر انہوں نے عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا اور اذیت رسانی کی انتہا کر دی تھی، دوسری طرف قرآن حکیم معانی سے لبریز آیات اور صوتی تاثیر کی اثر آفرینی کو روکنے کے لیے مختلف تدابیر سوچی اور بروئے کار لائی جا رہی تھیں۔ اس انتہائی نازک وقت میں آپ کی غمخوار اور مونس رفیقہ حیات حضرت خدیجہ رحلت فرما گئیں۔ اب گھریلو امور کی دیکھ بھال اور بچیوں کی

پرورش و نگہداشت جیسے اہم امور آپ کی تبلیغی سرگرمیوں میں رکاوٹ بنتے نظر آئے تو مشہور صحابی حضرت عثمان بن مظعون کی زوجہ محترمہ حضرت خولہ بنت حکیم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور حضرت عائشہ اور حضرت سودہ کے رشتے اس دلیل کے ساتھ تجویز کیے۔ عائشہ سے متعلق کہا:

”ابنة احب خلق الله اليك“ اللہ کی مخلوق میں تمہارے سب سے زیادہ محبوب شخص کی بیٹی ہے اور حضرت سودہ کے بارے میں کہا:

﴿وقد امنت و اتبعت الذی انت علیہ﴾

”کہ وہ نعمت ایمان سے مشرف ہو چکی ہیں اور اس راستے پر عمل پیرا ہیں جس پر آپ گامزن ہیں۔“

چنانچہ وہ پہلے ابوبکر صدیقؓ کے پاس گئیں جنہوں نے مطعم بن عدی سے اس کے بیٹے کے لیے حضرت عائشہؓ کی بات کر رکھی تھی۔ ابوبکر صدیقؓ فوراً مطعم کے پاس گئے تو اس کی بیوی نے آپؐ کو دیکھتے ہیں کہا:

﴿لعلک مصیبی هذا الفتی و مدخلہ فی دینک﴾

”شاید آپ (میرے بیٹے) اس جوان کو اپنے دین میں داخل کرنے کی کوشش میں ہیں۔“

مطعم نے بھی بیوی کی تائید کی گویا حضرت عائشہ سے منگنی کی بات سے از خود پیچھے ہٹ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے رحمت خداوندی کی اس تائید کا شکر ادا کیا۔

﴿فخرج ابوبکر و قد اخرج الله ما کان فی نفسه من العدة الذی وعدہ﴾

”ابوبکر مطمئن ان کے گھر سے نکلے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے خدشے کو

دور فرما دیا جو ان کے دل میں تھا کہ ان سے وعدہ کر رکھا ہے۔“

پھر فرمایا:

﴿ياخولة: ادعى لرسول الله ﷺ فدعته فزوجها من رسول الله ﷺ﴾
 ”ابوبکر نے فرمایا اے خولہ حضور ﷺ کو میری طرف سے پیشکش ہے۔
 انہوں نے یہ پیشکش حضور ﷺ تک پہنچائی چنانچہ ابوبکر نے حضرت
 عائشہ کو آپ ﷺ کی زوجیت میں دے دیا۔

اسی طرح اس طویل حدیث میں حضرت سودہ کے ساتھ آپ کے نکاح کی
 تفصیل بیان کی گئی ہے۔ حضرت عائشہ کی رخصتی ہجرت مدینہ کے بعد میں عمل میں آئی
 جبکہ حضرت سودہ نے فوراً آپ کی منزل زندگی کو بحال کر دیا۔ (۵۱)
 ام المؤمنین حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ ان سے دریافت کیا گیا حضور ﷺ
 جب گھر میں داخل ہوتے تو آپ کا معمول کیا تھا تو آپ نے بیان فرمایا:

﴿فقلت: كان انس الناس و اكرم الناس و كان رجلا من
 رجالكم الا انه كان ضحاكا بساما﴾ (۵۲)

”حضرت عائشہ نے فرمایا: حضور ﷺ انتہائی انس و مودت سے پیش
 آنے والے گھل مل جانے والے اور انتہائی شریف النفس اور کریم الطبع
 تھے اگرچہ بظاہر وہ تم مردوں کی طرح مرد تھے لیکن انتہائی شگفتہ مزاج ان
 کے لبوں پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی۔“

ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں کہ ایک شب جو حضور ﷺ نے میرے ہاں بسر فرمائی
 تھی میں نے حضور ﷺ کو بستر پر لیٹے ہوئے نہ پایا۔ میں جستجو میں اٹھی تو دیکھا کہ حضور
 بارگاہِ صمدیت میں سجدے کی حالت میں دعا کر رہے ہیں۔ میں نے غور سے سنا تو
 حضور ﷺ بارگاہِ رب العالمین میں یہ التجا پیش کر رہے تھے:

﴿اعوذ برضاك من سخطك واعوذ بمعافاتك من عوبتك واعوذ بك

منك لا احصى ثناء عليك انت كما اثنيت على نفسك﴾ (۵۳)

”اے مالک میں تیری ناراضگی سے بچنے اور تیری رضوان کے حصول کے لیے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ اے آقا میں تیری سزا سے بچنے کے لیے تیرے عفو و درگزر کا دامن تھامتا ہوں اے مولا! میں تیری تعریف اور حمد و ثنا کن الفاظ سے کروں۔ تیری پناہ میں آتا ہوں تیری حمد و ثناء وہی ہے جو تو نے (اے رب جلیل) خود بیان فرمائی ہے۔

ام المؤمنینؓ منزل زندگی کی خوشگوار یوں اور مسرتوں اور حضور ﷺ کے اپنی ازواج طاہرات سے حسن سلوک اور دلنوازیوں کا ذکر فرماتی ہیں۔ ازواج مطہرات کے لیے حضور ﷺ کی معیت و رفاقت ہی وہ نعمت عظمیٰ تھی کہ فقر و فاقہ کی نوبت آنے کے باوجود طبیعتوں میں کسی قسم کی ناگواری پیدا نہ ہوتی۔ فرماتی ہیں:

﴿كَانَ يَأْتِي عَلَى أَهْلِ بَيْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الشَّهْرَ لَا تَوْقَدُ فِيهِ نَارٌ إِلَّا أَنْ يَكُونَ عِنْدَهُمْ لَحْمٌ وَكَانَ أَهْلُ بَيْتِ مِنَ الْأَنْصَارِ يَرْسُلُونَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ خَزِيرَتِهِمْ أَوْ حَرِيرَتِهِمْ﴾ (۵۴)

”بعض دفعہ رسول کریم ﷺ کے اہل بیت پر ایسا مہینہ بھی گزرتا ہے کہ پورا مہینہ چولھے میں آگ نہ جلتی البتہ ہمارے پاس کچھ گوشت ہوتا اور انصار حضور ﷺ کی خدمت میں کھجور یا دودھ سے تیار شدہ حلوہ کا ہدیہ بھیجو دیتے۔“

رسوم جاہلیت کا خاتمہ:

حضور ﷺ نے نہ صرف مشرکین مکہ کے عقائد باطلہ کا رد فرمایا بلکہ بہت سی جاہلیت کی رسوم کو جو بتدریج عقیدے کی صورت اختیار کرنے لگی تھیں لغو قرار دیا اور اپنے عمل سے یہ ثابت فرمایا کہ وہ رسوم واقعی لغو اور توہم پرستی پر مبنی تھیں۔

ام المؤمنینؓ بیان فرماتی ہیں کہ عرب میں شوال کے مہینے کو منحوس سمجھا جاتا تھا لہذا لوگ اپنی تقریباتِ مسرت شوال میں انجام دینے سے گریز کرتے۔ آپ فرماتی ہیں:

﴿نَزَّوْ جَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي شَوَّالٍ وَادْخَلْتُ عَلَيْهِ فِي شَوَّالٍ

فَاِي نِسَاءٍ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كَانَ اَحْظَىٰ عِنْدَهُ مِنِّي﴾ (۵۵)

”حضور ﷺ نے جب مجھے شرفِ زوجیت بخشا تو شوال کا مہینہ تھا اور

جب (ہجرتِ مدینہ کے بعد) میری رخصتی ہوئی تب بھی شوال کا مہینہ

تھا۔ اب بتائیے حضور ﷺ کی زوجیت اور رفاقت میں مجھ سے بڑھ کر

خوش نصیب کون تھا؟“ گویا شوال کی نحوست کا رد فرمایا۔

تاریخِ اسلام:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دینی امور کے ساتھ ساتھ ہمیں تاریخِ اسلام کے بارے میں بڑی قیمتی اور اہم معلومات بھی حاصل ہوئی ہیں جن میں سے چند ایک واقعات ہدیہ قارئین ہیں۔

امہات المؤمنین سے صحابہ کرامؓ کا حسنِ سلوک

قرآن حکیم نے ازواجِ طاہرات کو امہات المؤمنین قرار دے کر ان کے احترام و عظمت کو اجاگر کیا ہے۔ صحابہ کرام ان سے بے حد احترام سے پیش آتے تھے اور ان سے حسنِ سلوک اپنے لیے سعادت اور اعزاز سمجھتے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے اپنی جائیداد چالیس ہزار دینار میں فروخت کی اور اس رقم سے بنو زہرہ کے نادار افراد اور دیگر حاجت مند لوگوں کی اعانت کی اور اس میں سے امہات المؤمنین کی خدمت میں بھی ہدیے بھجوائے پس جب حضرت عائشہ صدیقہ کو ان کا حصہ ملا تو انہوں نے فرمایا:

﴿من ارسل بهذا فقلت عبدالرحمن بن عوف فقالت: ان رسول الله ﷺ قال: ان الذی یحنو علی ازواجی من بعدی الصادق

البار، سقى الله ابن عوف من سلسبیل الجنة﴾ (۵۶)

”یہ رقم کس نے بھجوائی؟ عرض کیا گیا کہ عبدالرحمن بن عوفؓ نے تو ام المؤمنینؓ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بے شک وہ شخص جو میری ازواج کے ساتھ میرے بعد حسن سلوک سے پیش آئے گا وہ سچا اور نیک ہوگا۔ ام المؤمنینؓ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ تو عبدالرحمن بن عوف کو سلسبیل جنت سے سیراب فرما“

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ارادہ ہجرت حبشہ

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ وہ ابھی کم سن تھیں لیکن انہیں اتنا معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر روزانہ صبح و شام تشریف لایا کرتے تھے چنانچہ جب مسلمانوں کو قریش کی اذیت رسائی حد سے بڑھنے لگی تو حضور ﷺ کی اجازت سے حضرت ابوبکرؓ ارض حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادے سے نکلے تو ان کی ملاقات قبیلہ قارہ کے سردار ابن الدغنه سے ہوئی تو اس نے پوچھا! اے ابوبکر کہاں کا ارادہ ہے؟ تو آپ نے جواباً فرمایا میری قوم نے مجھے نکلنے پر مجبور کیا ہے۔ لہذا میں کرہ ارض کے ایسے حصے میں جا رہا ہوں جہاں سکون و اطمینان سے اپنے رب کی عبادت کر سکوں۔ یہ سن کر ابن الدغنه نے ابوبکر کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کرتے ہوئے انہیں اپنے ساتھ لیا اور کفار قریش کے ممتاز لوگوں سے کہا:

﴿ان ابابکر لا یخرج ولا یخرج مثله ان یکسب المعدوم ویصل

الرحم ویحمل کل و یقری الضیف ویعین علی نوائب الحق

فانفذت قریش جوار ابن الدغنه و امنوا ابابکر و قالوا لابن
الدغنه: مر ابابکر ان یبعد ربہ فی دارہ ولیصل ماشاء ویقرأ ماشاء
لا یؤذینا ولا یستعلن بالصلاة والقراءة فی غیر دارہ ﴿۵۷﴾

”ابوبکر یہاں سے ہجرت نہیں کرے گا اور ایسے شخص کو شہر چھوڑنے پر
مجبور نہیں کرنا چاہیے جو غریبوں کی مدد کرنے، صلہ رحمی سے کام لے
کنزوروں اور ناتوانوں کی دقت برداشت کرے۔ مہمان نوازی کرے
اور مشکلات میں لوگوں کے کام آئے۔ قریش نے اس بات کو قبول کیا
کہ ابوبکر ابن الدغنه کی حمایت میں رہ سکے گا۔ تاہم انہوں نے یہ شرط
عائد کی کہ ابوبکر کو کہو کہ وہ اپنے رب کی عبادت کرے لیکن اپنے گھر میں
کرے صلہ رحمی کرے جو چاہے پڑھے لیکن ہمیں تنگ نہ کرے اور نماز
اور قراءت اونچی آواز سے اپنے گھر کے علاوہ کسی اور جگہ نہ پڑھے۔“

یہ واقعہ تاریخ کی جملہ کتب میں مفصل بیان ہوا ہے۔ لہذا اتنے ذکر پر ہی اکتفا
کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قریش مکہ حضرت ابوبکرؓ کے اوصاف حمیدہ اور
خصائل پسندیدہ کے معترف تھے۔

حجر بیت اللہ کا ہی حصہ ہے

ام المؤمنینؓ بیان فرماتی ہیں کہ میری آرزو تھی کہ بیت اللہ شریف کے اندر داخل
ہو کر وہاں نماز ادا کروں۔ تو رسول کریم ﷺ نے مجھے ہاتھ سے پکڑ کر حطیم میں داخل فرما
دیا اور فرمایا:

﴿اردت دخول البیت فصلی ہنا فانما ہو قطعة من البیت

ولکن قومک اقتصروا حین بنوہ﴾ (۵۸)

”تو بیت اللہ شریف کے اندر داخل ہونا چاہتی ہے پس یہیں نماز پڑھ لے کیونکہ یہ بیت اللہ کا ہی حصہ ہے لیکن تیری قوم نے جب اسے تعمیر کیا تو (تعمیراتی سامان (Building material) نہ ہونے کے سبب) یہیں تک اکٹفا کیا۔

مندرجہ بالا تاریخی حقیقت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے ام المؤمنینؓ نے اس کے تاریخ پس منظر پر روشنی ڈالی ہے کہ بیت اللہ شریف کی پہلی ہیئت تعمیر کیا تھی۔ کس طرح قریش نے ایک رومی تاجر سے لکڑی خریدی اور کعبۃ اللہ کی تعمیر نو کے لیے سرگرم عمل ہوئے۔ ایک خوفناک سانپ نمودار ہوا، قریش نے خشوع و خضوع سے دعا کی تو ایک بڑا پرندہ ظاہر ہوا اور سانپ کی گردن کو اپنے پنجوں میں لے کر اسے ہلاک کر ڈالا چنانچہ قریش نے تعمیر کا آغاز کیا۔ اس تعمیر میں حضور ﷺ نے بھی جب آپ کم سن تھے حصہ لیا تھا۔ (گویا یہ واقعہ فیل کی طرح ارہاص یعنی حضور ﷺ کا پیشگی معجزہ تھا۔)

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

﴿لَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكَ بِالْكَفْرِ لَهَدَمْتُهَا فَاَنْهَمُ تَرَكُوا مِنْهَا

سَبْعَ اَذْرَعٍ فِي الْحَجَرِ، قَصَرْتُ بِهِمُ النِّفْقَةَ وَالْخَشْبَ﴾ (۵۹)

”اگر تمہاری قوم کا کفر کے اندھیروں سے نکل کر اسلام سے مشرف ہونے کا زمانہ اتنا قلیل نہ ہوتا یعنی یہ لوگ ابھی ابھی اسلام میں داخل نہ ہوئے ہوتے تو میں اس عمارت کو گرا کر از سر نو پرانی ہیئت پر تعمیر کرتا کیونکہ انہوں نے حجر کا سات ہاتھ حصہ تعمیر میں اس لیے چھوڑ دیا کہ ان کے پاس اخراجات اور لکڑی کی کمی واقع ہوگئی تھی۔“

ہجرت نبوی ﷺ

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز اچانک آپ ایسے وقت تشریف لائے جو آپ کے معمول کے خلاف تھا تو ابوبکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کا اس وقت تشریف لانا انتہائی اہم امر کی غمازی کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا لوگوں کو باہر بھجوا دیں۔ ابوبکر نے عرض کیا گھر میں اور لوگ نہیں ہیں یہ میری بیٹیاں ہیں تو آپ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ ابوبکر نے مصاحبت اور رفاقت کی آرزو کا اظہار کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿نعم، الصحبة فلقد رأيت ابا بکر يبكى من الفرح﴾ (۶۰)

”ہاں تم میرے رفیق سفر ہو گے اور میں نے دیکھا کہ ابوبکر کی آنکھوں میں خوشی سے آنسو آ گئے۔“

اور پھر ہجرت نبوی کا مشہور واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

حضور ﷺ کی علالت کے موقع پر ابوبکرؓ کی امامت صلوٰۃ:

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور ﷺ نے علالت کی حالت میں فرمایا میری طرف سے ابوبکر کو حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان ابا بکر اذا قام مقامک لم يسمع الناس من البكاء فامر عمر فليصل بالناس کہ ابوبکر (رفیق القلب ہیں) جب وہ آپ کے مصلے پر کھڑے ہوں گے تو ان کے رونے کی وجہ سے لوگ کچھ نہ سن سکیں گے۔ آپ حضرت عمرؓ کو حکم دیجیے کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ حضور ﷺ نے دوبارہ فرمایا: مروا ابا بکر فليصل بالناس میں نے پھر وہی بات دہرائی۔ آپ نے تیسری بار فرمایا: مروا ابا بکر فليصل بالناس۔ تو میں نے حضرت حفصہؓ سے کہا کہ آپ حضور ﷺ سے درخواست کریں کہ ابوبکر جب آپ کے مصلے پر کھڑے ہوں گے تو ان کے رفیق القلب ہونے کی وجہ سے لوگ نہ سن سکیں گے۔ حضرت حفصہؓ نے یہ

بات حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کر دی تو حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿مروا ابابکر فليصل بالناس. فالكن صواحب يوسف. فقالت حفصة ما رأيت منك خيرا قط ابدا. فخرج ابوبكر يوم الناس فلما كبر ابوبكر خرج رسول الله ﷺ فذهب ابوبكر يتاخر فإشار اليه رسول الله ﷺ ان امكث مكانك فمكث مكانه..... الخ﴾ (۶۱)

”ابوبکر کو میری طرف سے حکم دو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ بیشک تم حضرت یوسف کے واقعہ کی عورتوں کی طرح ہو تو حضرت حفصہ نے کہا میں نے آپ سے بڑھ کر کبھی بھی بھلائی کرنے والی شخصیت نہیں دیکھی۔ انجام کار ابوبکر نکلے اور لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے مصلے پر کھڑے ہوئے جب انہوں نے تکبیر تحریمہ کہی تو رسول کریم ﷺ بنفس نفیس تشریف لائے۔ ابوبکر نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا تو حضور نے اشارہ سے انہیں فرمایا کہ اپنی جگہ پر ٹھہرے رہو چنانچہ وہ اپنی جگہ ٹھہرے رہے۔“

چنانچہ حضور ﷺ ابوبکر کے پاس ان کے ساتھ تشریف فرما ہو گئے اور ابوبکر حضور ﷺ کی اقتدا میں اور لوگ ابوبکر کی اقتدا میں نماز ادا کرتے رہے۔ حتیٰ کہ نماز مکمل ہو گئی۔

رحلت ابوبکر صدیقؓ

ام المؤمنینؓ اپنے والد ماجد ابوبکر الصديقؓ کی رحلت کا واقعہ بیان کرتی ہیں:

جب ان کی وفات کا وقت تھا تو میں نے بے چینی کے اظہار کے لیے ایک شعر پڑھا تو ابوبکرؓ نے فرمایا:

﴿يا بنية! لا تقولي هكذا ولكن قولي "وجاءت سكرة الموت بالحق

ذلک ما کنت منه تحید، ثم قال فی کم کفن رسول اللہ ﷺ فقلت:

فی ثلاثة اثواب، فقال اکفونی فی ثوبی هذین واتسرو الیہا ثوبا

جديدا، فان الحی أفقر الی الجدید من المیت ﴿٦٢﴾

”میری پیاری بیٹی! ایسا نہ کہو بلکہ یہ کہو (قرآنی آیت سورۃ ق ۱۹)

سکرات موت کا آنا حق اور ضروری ہے۔ یہی وہ حالت ہے جس سے تو

بھاگتا تھا پھر انہوں نے استفسار کیا۔ ”رسول کریم ﷺ کو کتنے کپڑوں کو

کفن دیا گیا تھا؟ میں نے جواباً کہا: تین کپڑوں کا، تو انہوں نے فرمایا

مجھے ان دو کپڑوں (مستعملہ) اور ایک نئے میں کفنا دینا کیونکہ مردے

کے مقابلے میں زندہ شخص کو نئے کپڑوں کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔“

شہادتِ عثمانؓ کی پیشین گوئی اور ان کو صبر کی تلقین

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک روز رسول کریم ﷺ نے فرمایا اگر وہ

میرے پاس آجائے تو میں اس سے تذکرہ کروں۔ میں نے گمان کیا کہ آپ کی مراد ابوبکر

ہیں۔ میں نے عرض کیا! کیا میں آپ کے لیے ابوبکر کو بلاؤں؟ آپ نے فرمایا نہیں پھر

میں نے عرض کیا! کیا میں آپ کے لیے عمر کو بلاؤں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ میں نے

عرض کیا! کیا میں آپ کے لیے علی کو بلاؤں؟ فرمایا نہیں۔ میں نے عرض کیا! عثمان کو

بلاؤں تو آپ نے فرمایا! ہاں چنانچہ ام المؤمنین نے حضرت عثمان کو بلا بھیجا جب وہ گھر

تشریف لائے تو حضور ﷺ نے فرمایا تم الگ چلی جاؤ۔ چنانچہ میں وہاں سے ہٹ گئی۔

حضرت عثمانؓ آپ کے قریب ہو گئے حتیٰ کہ ان کا گھٹنا حضور ﷺ کے گھٹنے سے مس

ہونے لگا۔ آپ حضرت عثمانؓ سے باتیں کرتے جاتے تھے اور ان کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا،

پھر آپ نے فرمایا اب جاؤ اور حضرت عثمانؓ چلے گئے۔ ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں جب

ان کی شہادت کے موقع پر لوگوں نے کہا:

﴿أَلَا تَقَاتِلُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَهْدٌ أَسْأَصْبِرُ عَلَيْهِ﴾ (۶۳)

”آپ ان سے جنگ کیوں نہیں کرتے؟ تو حضرت عثمان نے فرمایا: بے

شک رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے عہد لیا تھا لہذا میں اس امر پر صبر

سے کام لوں گا۔“

قارئین کرام نے ام المؤمنین کے علمی مقام کے بارے میں آپ ﷺ کا

ارشاد اور ممتاز سکالرز کے چند ارشادات ملاحظہ فرمائے اور اس امر سے بھی بخوبی آگاہ

ہوئے کہ حضرت عائشہؓ سے ۲۲۰۰ بائیس صد سے زائد احادیث مروی ہیں۔ ”مسند عائشہ“

کی ۱۱۳۸ احادیث میں سے ایک صد کے لگ بھگ جو زیر نظر تصنیف میں پیش کی گئی ہیں کا

جائزہ لیا گیا ہے۔ ان پیش کردہ احادیث میں کس قدر تنوع ہے! اسلامی قانون کی ایک

موٹی سی تقسیم یوں کی گئی ہے۔

۱۔ عبادات ۲۔ معاملات ۳۔ مناکحات ۴۔ تعزیرات

حضرت عائشہؓ سے کل مروی احادیث کا فقط ۵ فیصد حصہ یعنی سو کے لگ بھگ

احادیث قارئین کرام کی نظر سے گزریں۔ اس ۵ فیصد میں عبادات، معاملات، مناکحات اور

حدود و تعزیرات سے متعلق کتنی اہم معلومات حضور اکرم ﷺ کے ارشادات عالیہ سے

ام المؤمنین کے ذریعے سے ہم تک موصول ہوئیں۔ اگر بقیہ ۹۵ فیصد احادیث کا بھی بنظر

غائر جائزہ لیا جائے تو دین کے فہم میں کتنی آسانی اور روشنی و رہنمائی حاصل ہو سکتی ہے اور

تاریخ اسلام اور سیرت کے کتنے گوشے منور ہو سکیں گے۔

عبادات

طہارت: اسلام دین فطرت ہے۔ دانتوں کی صفائی حفظانِ صحت کا ایک اہم اصول

ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا ہے:

”السواک مطهرة للفم مرضاة للرب“ (۶۴)

”سواک منہ کی صفائی اور طہارت رب کریم کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔“

حضرت فاطمہ بنت حبیش نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا:

﴿انسی استحاض فلا تطهر أفادع الصلاة؟ فقال! توضی لكل

صلاة و صلی﴾ (۶۵)

”مجھے مسلسل حیض آتا ہے اور کبھی پاک نہیں ہوتی (یعنی ایام کا معمول

گزرنے کے بعد بیماری کے سبب) کیا میں نماز پڑھنا چھوڑ دوں۔ تو

آپ نے فرمایا ہر نماز کے لیے نیا وضو کر لیا کرو اور نماز ادا کر لو۔“

ایک عورت نے ام المؤمنین سے دریافت کیا:

﴿اذا حاضت احدانا ثم طهرت اتقضى الصلاة؟ فقالت كنا مع

رسول الله ﷺ فكانت احدانا تحيض ثم تطهر فلا يأمرنا

بالقضاء ولا نقضیه﴾ (۶۶)

”جب کوئی عورت حائضہ ہوتی ہے پھر طہارت حاصل کر لیتی ہے تو کیا

اسے اس درمیانی عرصے کی نمازوں کو قضا کرنا چاہیے۔ تو ام المؤمنین

نے جواب میں ارشاد فرمایا: ہم رسول خدا کے ساتھ ہوتی تھیں اور جب

ہم میں سے کوئی حائضہ ہوتی اور پھر طہارت حاصل کر لیتی تو

حضور ﷺ نے کبھی بھی ہمیں درمیانی عرصے کی نمازوں کے قضا کرنے

کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی ہم ان نمازوں کو قضا کیا کرتیں۔“

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ دوران سفر قیام کرنا پڑا نہ تو اس جگہ پانی موجود

تھا اور نہ ہی ہمارے پاس پانی موجود تھا۔ صحابہ کرام ابو بکر صدیقؓ کے پاس آئے اور

وہ حضرت عائشہ کے پاس پہنچے (کہ نماز کا وقت ہے اور پانی موجود نہیں) فرماتی ہیں:

﴿فانزل الله عز وجل آية التيمم فقال أسيد بن حضير ما هذا﴾

بأول برکتکم یا آل ابی بکر﴾ (۶۷)

”اللہ تعالیٰ نے تمہیں کی اجازت والی آیت نازل فرمائی تو اسید بن حضیر نے ابو بکر

صدیقؓ کے گھرانے کی برکتوں کی تعریف کی۔“

ام المؤمنینؓ سے دریافت کیا گیا کہ حضور ﷺ کے غسل واجب کا طریق کار کیا تھا

تو آپؐ نے مختصر اور جامع انداز میں بیان فرمایا۔ (اور یہی معروف طریق امت

مسلمہ میں مروج چلا آ رہا ہے۔) (۶۸)

صلاة: طہارت جو عبادت کے لیے ذریعہ اور وسیلہ ہے اس کے بارے میں چند امور کی

طرف اشارہ کرنے کے بعد اب صلاة کے بارے میں ان روایات میں سے چند ایک کا

ذکر کیا جاتا ہے جو ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے امت مسلمہ کی دینی تعلیم اور آگہی کے

لیے بیان فرمائیں۔

ام المؤمنین نے نماز کی فرضیت کے بارے میں کتنے اہم پہلو سے آگاہ فرمایا:

﴿اول ما فرضت الصلاة ركعتين فلما هاجر رسول الله ﷺ﴾

الى المدينة زيدت ركعتان اخريان و تركت الركعتان الاوليان

في السفر الا الفجر فانه يطال فيهما القراءة﴾ (۶۹)

”یعنی ظہر، عصر اور عشا کی نمازیں بھی ابتدا میں دو دو رکعتیں تھیں اور

جب رسول کریم ﷺ نے مدینہ ہجرت فرمائی تو مزید دو رکعتوں کا

اضافہ ہو گیا اور پہلی صورت یعنی دو دو رکعتیں حالت سفر میں جاری رہیں

سوائے نماز فجر کے کہ اس میں قراءت کو طول دیا جاتا ہے۔“

ایک سوال کے جواب میں ام المؤمنینؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ فجر کی دو سنتوں کو

سری طور پر پڑھتے اور ان دو رکعتوں میں سورہ "قل یا ایہا الکافرون" اور
"قل هو اللہ احد" پڑھا کرتے۔ (۷۰)

ایک سوال کے جواب میں وتر کی نماز کے بارے میں حضور ﷺ کا معمول
بیان کرتے ہوئے ام المؤمنینؓ نے ارشاد فرمایا کہ آپ پہلی رکعت میں سورہ الاعلیٰ
دوسری میں الکافرون اور تیسری رکعت میں سورہ الاخلاص اور معوذتین (یعنی سورہ
الفلق اور سورہ الناس) پڑھا کرتے تھے۔ (۷۱)

حضرت عروہؓ ام المؤمنینؓ سے روایت کرتے ہیں:

﴿کان رسول اللہ ﷺ اذا صلی رکعتی الفجر اضطجع علی
شقہ الایمن﴾ (۷۲)

"یعنی رسول کریم ﷺ (تہجد سے فراغت کے بعد) جب صبح کی دو
رکعتیں (فجر کی دو سنتیں) ادا فرمائے تو دہنے پہلو پر تھوڑی دیر لیٹ کر
آرام فرماتے۔"

ایک صحابہ کے استفسار پر ام المؤمنینؓ نے نماز کی ہیئت اور اس کے ادا کرنے کا
مفصل طریقہ (جو معروف و مروج چلا آ رہا ہے) جامع انداز میں بیان فرمایا۔ (۷۳)
ایک شب اچانک آنکھ کھلنے پر ام المؤمنینؓ نے حضور ﷺ کو اپنے پاس موجود
نہ پایا۔ بے چینی سے تلاش میں نکلیں تو آپ کو جنت البقیع میں آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے
ہوئے دعا میں مشغول پایا۔ حضور ﷺ نے شب براءت کی اہمیت بیان فرمائی:

﴿اذا کان لیلة النصف من شعبان انزل الرب تبارک و تعالیٰ الی

السماء الدنیا فیغفر من الذنوب اکثر من عدد شعر غنم کلب﴾ (۷۴)

"یعنی جب شعبان کی پندرھویں رات ہوتی ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی
رحمت کا پرتو آسمان دنیا پر نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ مشہور قبیلہ کلب کی کثیر

بھیڑ بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ لوگوں کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔“
 ام المومنینؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے عہد مبارک میں سورج گرہن لگا تو
 آپ نے طویل نماز خسوف ادا فرمائی۔ آپ نے جامع انداز میں پورا طریق کار بیان فرمایا
 جو امت مسلمہ میں مروج چلا آ رہا ہے۔ حضور ﷺ نے نماز سے فراغت کے بعد خطبہ دیا
 اور ان عقائد باطلہ کا رد فرمایا کہ سورج گرہن یا چاند گرہن کسی فرد کی موت یا زندگی کی وجہ
 سے واقع ہوتا ہے اس لیے جب تم دیکھو تو نماز پڑھو صدقہ خیرات کرو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر
 کرو۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا:

﴿يَا اٰمَةَ مُحَمَّدٍ! لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمَ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا﴾ (۷۵)

”اے امت محمد ﷺ! اگر تم وہ باتیں جانتے جو میرے علم میں ہیں تو تم
 بہت کم ہنستے اور اکثر روتے رہتے۔“

ام المومنینؓ نے نماز کو پورے ہوش و حواس اور اہتمام سے ادا کرنے کے حوالے
 سے رسول کریم ﷺ کا یہ ارشاد گرامی بیان فرمایا:

﴿ذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ يَصْلِيْ فَلْيَرْقُدْ اِنْ اَحَدُكُمْ اِذَا صَلَّى وَهُوَ

يَنعَسُ لَعَلَّهٗ يَرِيْدُ اَنْ يَسْتَغْفِرَ فَلَا يَدْرِيْ فَيَسْبُ﴾ (۷۶)

”جب تم میں سے کوئی اونگھنے لگے اور وہ نماز پڑھنے میں مشغول ہو تو
 اسے سو جانا چاہیے کیونکہ جب کوئی تم میں سے نماز میں اونگھنے لگتا ہے اور
 وہ اردہ تو یہ رکھتا ہے کہ وہ اللہ سے مغفرت مانگے جب کہ اس کی زبان
 پر نازیبا الفاظ آ جاتے ہیں۔“ گویا شیطان کی وسوسہ اندازی سے بچنے
 کے لیے نماز پوری احتیاط سے ادا کرنی چاہیے۔

نماز تراویح

نماز تراویح کے آغاز اور اس کے پس منظر بیان کرتے ہوئے کہ کس طرح حضور ﷺ نے رمضان المبارک میں لوگوں کو نماز تراویح پڑھائی اور لوگ اس کثرت سے شریک ہوئے کہ مسجد میں جگہ نہ رہی۔ ام المومنینؓ کے حوالے سے حضرت عروہ بن الزبیر بیان کرتے ہیں:

﴿حتى كان في خلافة ابي بكر الصديق وصدرأ من خلافة عمر حتى جمعهم عمر على ابي بن كعب فقام بهم في رمضان فكان ذلك اول اجتماع الناس على قارى واحد في رمضان﴾ (۷۷)
 ”خلافت صدیقی میں اور خلافت فاروقی کے آغاز میں نماز تراویح لوگ الگ الگ پڑھتے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حضرت ابی بن کعب کی اقتدا میں نماز تراویح پڑھنے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے باجماعت نماز تراویح پڑھائی اور یہ رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تھا چنانچہ یہ لوگوں کا پہلا اجتماع تھا کہ انہوں نے رمضان المبارک میں ایک ہی قاری کی اقتدا میں نماز تراویح ادا کی۔“

زکوٰۃ

ام المومنینؓ نے خیبر کے علاقے کے مالی امور بیان کرتے ہوئے فرمایا: رسول اکرم ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو خیبر بھجواتے وہ کھجور کا جب کہ وہ پھل دینے کے قابل ہوتی اور ابھی اس سے کچھ کھانے کے لیے اتارا نہ گیا ہوتا اندازہ کراتے پھر یہود کو اس امر کا اختیار دیتے کہ وہ اتنی رقم ادا کر دیں یا کھجور کا مقررہ حصہ عہد و پیمان کے مطابق عامل کے سپرد کر دیں۔ ام المومنین اس کی حکمت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتی ہیں:

﴿انما كان يفعل ذلك كي تحصى الزكاة قبل ان يؤكل التمر﴾ (٤٨)

”حضور ﷺ یہ اہتمام اس لیے فرماتے تاکہ کھجور اتارنے اور کھانے

کے لیے استعمال میں لانے سے قبل زکوٰۃ کو جمع کیا جاسکے۔“

اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنا (انفاق فی سبیل اللہ) کی اہمیت قرآن حکیم

میں بکثرت آیات میں بیان کی گئی ہے تاکہ فرزند ان توحید کو رغبت ہو اور اللہ کے دیئے

ہوئے مال میں سے اس کی اطاعت میں خرچ کر کے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور برکت

حاصل کریں۔

ام المؤمنینؓ نے بیوی کے اپنے خاوند کے مال سے خرچ کرنے کی شرعی حیثیت

واضح کرتے ہوئے حضور ﷺ کا یہ ارشاد بیان کیا:

﴿اذا أنفقت المرأة من مال زوجها غير مفسدة كان لها اجرها

وله مثله﴾ (٤٩)

”جو عورت اپنے شوہر کے مال سے معروف طریقے کے مطابق اللہ کے

راستے میں خرچ کرے تو اسے اس کا اجر ملے گا اور خاوند کو بھی اس کی

مانند الگ اجر عطا ہوگا۔“

حضرت بریرہؓ کو جب غلامی سے نجات ملی اور وہ آزاد ہو گئیں تو کچھ لوگوں نے

اسے زکوٰۃ و صدقات سے مالی اعانت شروع کر دی اب وہ لوگ جو زکوٰۃ و صدقات کا مال

استعمال میں نہیں لاتے کیا وہ ایسی خاتون کا دیا ہوا ہدیہ یا تحفہ قبول کر سکتے ہیں؟ ام المؤمنین

نے اس مسئلے کی وضاحت فرماتے ہوئے بیان کیا:

﴿وكان الناس يتصدقون على بريرة فتهدى لنامنه. فقال: رسول

الله ﷺ فانه عليها صدقة ولنا هدية﴾ (٨٠)

”لوگ بریرہ کو صدقات پیش کرتے تو بریرہ اس صدقہ کسٹھ میں سے

ہمیں ہدیہ اور تحفہ پیش کرتیں تو حضور ﷺ نے اس شرعی حیثیت کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بریرہؓ کے لیے یہ صدقہ ہے اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔“

صوم

ام المؤمنینؓ نے بیان فرمایا:

ایک صحابی نے حضور ﷺ سے استفسار کیا کہ ”میں باقاعدگی سے روزہ رکھنے والا شخص ہوں کیا میں سفر میں بھی روزہ رکھوں؟“ تو آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ”ان شئت فصم وان شئت فافطر“ (۸۱) کہ ”اگر تو چاہے تو روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو روزہ چھوڑ دے۔“ گویا مومن کو رحمت دو عالم ﷺ نے اس امر کا اختیار دیا کہ وہ سفر خوشگوار ہونے اور آئندہ قضا کرنے سے بچنے کے لیے روزہ رکھ لے تو بھی مناسب ہے اور اگر سفر کی ناخوشگوار یا کوئی مصلحت مانع ہو تو روزہ چھوڑنے میں رحمت بھری شریعت رکاوٹ نہیں بنتی وہ رخصت سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

ام المؤمنینؓ بیان فرماتی ہیں:

رمضان المبارک کی انتہائی عظمت والی رات لیلۃ القدر کے بارے میں حضور ﷺ نے اپنی امت کو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں سے فیضیاب ہونے کے لیے ترغیب اور تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿تَحَرُّوا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْعَشْرِ الْآخِرِ مِنْ رَمَضَانَ﴾ (۸۲)

”لیلۃ القدر کو رمضان المبارک کے آخری عشرے میں تلاش کرو۔“

رمضان المبارک کے فیوض و برکات سے مستفیض ہونے کے لیے بالخصوص

پورے اہتمام سے یکسو ہو کر لیلۃ القدر کو تلاش کرنے کے لیے حضور ﷺ کا اسوۂ حسنہ

بیان کرتے ہوئے ام المؤمنینؓ نے ارشاد فرمایا:

﴿كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْوَاحِدَ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

حَتَّى قَبِضَ اللَّهُ إِلَيْهِ وَازْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِ﴾ (۸۳)

”رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کے مہینے میں آخری عشرے میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ وہ خالق حقیقی اور رفیق اعلیٰ سے جا ملے اور ان کے بعد آپ کی ازواج مطہرات آپ کی اتباع میں اعتکاف کیا کرتیں۔“

قرآن حکیم جو ایک زندہ اور روشن معجزہ ہے رمضان المبارک کے مہینے میں نازل ہوا۔ ایسی عظیم اور مقدس کتاب جو کامل و مکمل ضابطہ حیات ہو اور حق و باطل میں فرق و امتیاز کی نشاندہی کرنے والی ہو، کے نزول پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کے لیے دن میں روزہ اور رات کو عبادت کی جاتی ہے۔ ام المؤمنینؓ نے اس سلسلے میں ارشاد فرمایا:

”مسجد نبوی میں رمضان المبارک کے مہینے میں ایک رات حضور ﷺ

نے نماز ادا فرمائی، آپ کے صحابہ کرامؓ میں سے بھی کچھ لوگ شریک ہوئے پھر دوسری رات کو آپ نے نماز ادا فرمائی، اب پہلے سے بھی زیادہ لوگوں نے شمولیت کی۔ پھر تیسری اور چوتھی رات یہی معمول رہا۔ حتیٰ کہ لوگ ”نماز“ ”نماز“ کی ندا بلند کرتے ہوئے اپنے شوق و ذوق کا اظہار کرنے لگے لیکن آپ پھر بھی مسجد میں تشریف نہ لائے۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی:

﴿يَا رَسُولَ اللَّهِ! جَعَلَ النَّاسُ يَنْتَظِرُونَكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ تَخْرُجْ.

قَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَخَفْ عَلَى مَكَانِهِمْ وَلَكِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَكْتُبَ

عَلَيْهِمْ﴾ (۸۴)

”یا رسول اللہ! لوگ کل آپ کا (بے چینی سے) انتظار کرتے رہے لیکن

آپ باہر تشریف نہ لائے تو نبی رحمت ﷺ نے فرمایا ان کا ذوق و شوق مجھ سے پوشیدہ نہ تھا۔ مجھے خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں میری امت پر یہ فرض نہ کر دی جائے۔“

گویا صحابہ کا ذوق و شوق بجا لیکن فرض کی صورت میں امت مسلمہ پر دشوار ہوگی۔ لہذا حضور ﷺ نے اسے سنت کا درجہ دیا تاکہ فیوض و برکات بھی حاصل ہوتے رہیں اور (لازمی) فرض و واجب کی سخت پابندی بھی نہ رہے۔

حج: ارکان اسلام میں حج کی اہمیت محتاج تعارف نہیں۔ حج چونکہ استطاعت رکھنے والے ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر زندگی میں ایک بار ادا کرنا لازم ہے۔ لہذا خصوصی طور پر مناسک حج ادا کرنے میں عورتوں کے خصوصی مسائل سے پوری آگہی اور حج کے آداب کی تربیت دینے کے لیے حضور ﷺ نے اپنی جملہ ازواج مطہرات کو شرف رفاقت بخشا اور سفر حج میں سب کو شامل فرمایا۔ چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں:

﴿خرجنا مع رسول الله ﷺ في عام حجة الوداع﴾

”یعنی ہم سب ازواج النبیؐ حضور ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر شریک سفر ہوئیں۔“

حضرت عائشہؓ کو یوم عرفہ کے روز ایام (menses) کی کیفیت پیش آ گئی۔ حضور ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے ابھی عمرہ مکمل نہیں کیا۔ حضور ﷺ نے آپ کو عمرہ کی تکمیل چھوڑنے اور حج کی تکمیل کا حکم فرمایا۔ حج کے مناسک مکمل ہو گئے اور ام المؤمنین اس کیفیت سے فارغ ہو چکی تھیں تو حضور ﷺ نے میرے بھائی عبدالرحمن کو میرے ساتھ بھیجا اور اور میں نے عمرہ کا احرام میقات سے باندھا تو:

﴿فقضى الله حجها و عمرتها ولم يكن في ذلك هدى ولا

صيام ولا صدقة﴾ (۸۵)

”یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے حج کا فریضہ بھی ادا ہو گیا۔ عمرہ کی سعادت بھی حاصل ہو گئی اور الحمد للہ نہ قربانی کی ضرورت پیش آئی نہ روزے رکھنے پڑے اور نہ ہی صدقہ ادا کرنا واجب ہوا۔“

حج کرنے والوں سے یہ امر مخفی نہیں کہ حج کے دوران تلبیہ یعنی لبیک کے روح پرور جملے جب فضا میں ارتعاش پیدا کرتے ہیں تو سننے والے ایک وجد آفرین کیفیت محسوس کرتے ہیں۔ یہ طریق کار ام المؤمنینؓ سے مروی ہے فرماتی ہیں:

﴿اننى لأعلم كيف كان رسول الله ﷺ يلبى﴾

”میں خوب اچھی طرح جانتی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ تلبیہ کیسے ادا فرماتے۔ پھر تلبیہ کے معروف الفاظ بیان فرمائے۔“

﴿لبیک اللہم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک ان

الحمد والنعمة لک﴾ (۸۶)

مناسک حج اور آداب عمرہ میں طواف اور سعی کی مشروعیت اور حکمت کو بیان کرتے ہوئے ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں:

﴿انما جعل الطواف بالبيت والسعى بين الصفا والمروة لاقامة

ذکر اللہ﴾ (۸۷)

”بیت اللہ کے طواف اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کو اس لیے مشروع

کیا گیا تاکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا قیام عمل میں آئے۔“

مناسک حج میں خواتین کے خصوصی مسائل کا ذکر کرتے ہوئے ام المؤمنینؓ نے

حضور ﷺ کا ارشاد بیان فرمایا:

﴿تقضى الحائض المناسك كلها الا لطواف بالبيت﴾ (۸۸)

”کہ وہ عورت جو ایام (menses) کی کیفیت سے گزر رہی ہے وہ

اپنے حج کے سارے مناسک ادا کر سکتی ہے لیکن بیت اللہ کا طواف اس

حالت میں نہیں کر سکتی۔“

مناکحات

نکاح: نکاح انسانی تمدن کا سنگ بنیاد ہے اسی سے خاندان بنتے ہیں۔ پھر قبیلے اور پھر انسانی معاشرہ وجود میں آتا ہے۔ نسب محفوظ ہوتے ہیں اور ازدواجی زندگی کی مسرتوں سے بہرہ ور ہونے کا مواقع میسر آتے ہیں اس طبقے سے قطع نظر جو حلال و حرام کی تمیز کیے بغیر جانوروں کی طرح ہر قسم کی قید و بند سے آزاد زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں۔ باقی انسانی طبقوں میں نکاح کا تصور اور معمول ہزاروں برس سے مروج چلا آ رہا ہے۔ اسلام میں نکاح کو بے حد اہمیت حاصل ہے جو محتاج تعارف نہیں۔ قرآن حکیم میں منزلی زندگی (Family Life) کو بڑی صراحت سے بیان کیا گیا ہے۔

اذن نکاح: بعض اقوام میں نکاح کلی طور پر والدین اور سرپرستوں کے دائرہ اختیار میں ہے لیکن اسلام نے اس کے لیے اذن (consent) اور ایجاب و قبول کو لازمی قرار دیا ہے تاکہ زندگی بھر کی رفاقت سوچ سمجھ کر پورے شعور اور ادراک سے اختیار کی جائے۔

ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں کہ ہم نے رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ لڑکی کا نکاح جو اس کے گھر والے انجام دیتے ہیں کیا لڑکی سے بھی اجازت لینی چاہیے یا نہیں؟ تو رحمتِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:

﴿نعم﴾ قلنا فانها تستحي فتسكت فقال رسول الله ﷺ فذاك

اذنها﴾ (۸۸ الف)

”اجازت لینی چاہیے۔ ہم نے عرض کیا کہ لڑکی شرماتی ہے اور خاموش رہتی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا یہی (اس کا خاموش رہنا) اس کی اجازت ہے۔“

ولایت نکاح: لڑکی اگر صغیرہ ہو یعنی بلوغ کی عمر نہ پہنچی ہو تو اس کے نکاح کی اجازت اس کا ولی (Guardian) دیتا ہے۔ اسے ولایت نکاح کہا جاتا ہے۔

ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ایما امرأة نکحت بغیر اذن ولیها فنکامها باطل فان اشتجروا

فالسطن ولی من لا ولی له﴾ (۸۸ ب)

”جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل

(invalid) قرار پائے گا۔ اگر (اصل ولی کی غیر موجودگی کی وجہ سے)

مختلف سرپرستوں میں تنازعہ اور اختلاف ہو جائے تو جس کا ولی نہ ہو

وہاں کا مسلمان حکمران اس کا ولی شمار ہوگا۔“

تفویض طلاق: بعض دفعہ میاں بیوی میں کسی امر پر اختلاف واقع ہو جاتا ہے۔ شوہر بیوی کا مطالبہ پورا نہیں کر سکتا اور اسے اس بات کا اختیار دے دیتا ہے کہ اگر وہ ان حالات میں رہنا گوارا نہیں کرتی تو اسے طلاق یا الگ ہونے کا اختیار (option) ہے۔ اگر بیوی اس مطالبے سے دستبردار ہو جائے تو کیا خاوند کے دیئے ہوئے اختیار سے از خود طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ (آیات تخییر کے حوالے سے قرآن حکیم میں اس کی تفصیل آئی ہے اور اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنی ازواج طاہرات کو اختیار دیا:

﴿خیرنا رسول اللہ ﷺ، فاخترناہ فلم یعد طلاقاً﴾ (۸۹)

”ہمیں (یعنی سب ازواج کو) رسول اکرم ﷺ نے اختیار دیا پس ہم

سب نے رسول اکرم ﷺ کو ہی اختیار کر لیا (یعنی اپنے مطالبے سے

دستبردار ہو گئیں اور حضر کے ساتھ فقر و فاقہ کی زندگی کو ترجیح دی، پس اس اختیار کو طلاق قرار نہ دیا گیا۔“

ام المؤمنینؓ کے اس ارشاد سے ان کی اجتہادی بصیرت ثابت ہوتی ہے۔

خیار عتق: اسلام وہ دین رحمت ہے جس نے امت مسلمہ کو غلاموں کو غلامی سے آزادی کرنے کی مختلف ترغیبات دیں، اسے کفارہ قرار دیا۔ نیکی سمجھ کر غلام کے آزاد کرنے کو اللہ کی رحمت اور برکت کا موجب قرار دیا۔ اگر کسی عورت کو جو غلامی کی زندگی گزار رہی ہو اور اس کے آقا نے اس کا نکاح کر دیا ہو آزادی کی نعمت میسر آ جائے تو کیا ایسی عورت جو اپنی مرضی سے نہیں بلکہ آقا کی مرضی سے نکاح میں دی گئی آزادی حاصل ہونے کے بعد کوئی اختیار حاصل ہوگا یا نہیں کہ اب وہ اپنی مرضی سے کسی سے نکاح کرے۔

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ بریرہؓ کو جب آزادی ملی تو:

﴿وخیرها رسول اللہ ﷺ زوجها فاختارت نفسها﴾ (۹۰)

”رسول اللہ ﷺ نے بریرہؓ کو اختیار دیا کہ خواہ وہ اپنے پہلے شوہر (جس کے نکاح میں اس کے آقا نے دیا تھا) کے پاس رہے یا الگ ہو جائے تو بریرہؓ نے الگ ہو جانا اختیار کیا۔ (یعنی الگ ہو کر اس نے اپنی مرضی سے نکاح کرنے کو ترجیح دی)“

عدت: نکاح ایک نعمت ہے جس سے ازدواجی زندگی کی سرستیں میسر آتی ہیں۔ لہذا خاوند کے فوت ہونے پر عدت وفات اور کسی وجہ سے طلاق ہو جانے پر عدت طلاق گزارنے کا حکم قرآن حکیم میں مذکور ہے۔ عدت کا یہ زمانہ انتظار گزارنے میں بہت سی حکمتیں ہیں جو اہل نظر سے مخفی نہیں۔

ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿لا یحل لامرأة ان تحد علی امرء اکثر من ثلاث الا علی زوجها﴾ (۹۱)

”کسی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی شخص کا سوگ تین روز سے زیادہ منائے سوائے اپنے خاوند کے (یعنی خاوند کی عدت کے دوران وہ آرائش و زیبائش سے اجتناب کرے۔)“

تعزیرات

کوئی بھی انسانی معاشرہ ایسا نہیں جہاں جرائم نہ ہوں۔ اسلام دین فطرت ہے اس نے ایسی حکیمانہ سزائیں تجویز کی ہیں جن کو نافذ کرنے کی ضرورت بہت کم پیش آئے لیکن ان سزاؤں کی ہیبت سے لوگ جرم کرنے سے کافی حد تک خوفزدہ رہیں اور یوں معاشرے میں جرم کم سے کم واقع ہو۔

سرقہ: ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے چوری کا نصاب بیان فرمایا: یعنی قرآن حکیم کے مطابق چور کے ہاتھ کاٹے جائیں لیکن سوال یہ ہے کہ کم از کم کتنا مال چرائے جس پر اس کے قطع ید کی سزا دی جائے۔

﴿ان رسول اللہ ﷺ کان یقطع فی ربع دینار فصاعدا﴾ (۹۲)

”حضور ﷺ کم از کم ربع دینار یعنی دینار کے چوتھے حصے کی مالیتی شے چرانے یا اس سے زیادہ مالیت کی شے چرانے پر قطع ید کی سزا دیا کرتے تھے۔“

اسلام مغربی اقوام یا ہنود کی طرح انسانی طبقات میں فرق و امتیاز روا نہیں رکھتا۔ بلکہ اسلامی قانون کے مطابق مجرم شاہ ہو یا گدا، معزز ہو یا عام شہری ہو ہر صورت میں یکساں طور پر سزا کا مستحق ہوگا۔ یہ عدل کا وہ عدیم النظیر پہلو ہے جس نے اسلامی قانون کو دنیا کے تمام قوانین پر فوقیت بخشی ہے۔

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ قریش میں بنو مخزوم کے قبیلے کو بڑی عزت و وقار کی

نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ ایک مخزومی عورت نے چوری کا ارتکاب کیا۔ لوگ بڑے پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ حضور ﷺ کے پاس اس عورت کی سفارش کس سے کروائی جائے۔ سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ فقط اسامہ بن زید ہیں جو حضور ﷺ کے خاص طور پر منظور نظر ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اسامہ سے درخواست کیا اور اسامہ نے بارگاہ رسالت ﷺ میں سفارش کر ڈالی تو (قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے) عدل و انصاف کا سبق دینے والے عادل نبی نے فرمایا۔

﴿یا اسامہ! أتشفع فی حد من حدود اللہ؟ واللہ لو ان فاطمہ

بنت محمد سرقَتْ لقطعْتَ یدھا﴾ (۹۳)

”اے اسامہ! کیا تو اللہ کی مقرر کردہ حدود میں سے ایک حد اور سزا کے بارے میں سفارش کرتا ہے؟ قسم بخدا! اگر فاطمہ محمد کی بیٹی بھی چوری کا ارتکاب کرتی تو میں اس کو بھی ہاتھ کاٹنے کی سزا دیتا۔“

ایک دوسری روایت میں ام المومنین مزید وضاحت سے اس واقعہ کو بیان کرتی ہیں۔

﴿فقال له أتشفع فی حد من حدود اللہ؟ ثم قام رسول اللہ ﷺ

یخطب الناس فقال: انما اهلك الذین كانوا قبلکم ان الشریف

اذا سرق فیہم ترکوه و اذا سرق فیہم الضعیف حدوه و ایم اللہ

لو ان فاطمہ بنت محمد سرقَتْ لقطعْتَ یدھا﴾ (۹۳)

”آپ ﷺ نے اسامہ کو فرمایا: کیا تو اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود میں

سے ایک حد اور سزا کے بارے میں سفارش کرتا ہے۔ پھر حضور ﷺ

کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: بے شک تم سے

پہلے لوگ ہلاک ہو گئے ان میں سے کوئی معزز شخص چوری کا ارتکاب کر

لیتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے اور اگر کوئی غریب اور کمزور شخص چوری کر لیتا تو

اس پر حد جاری کرتے۔ قسم بخدا اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کا ارتکاب کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی سزا کے طور پر کاٹ ڈالتا۔

قتل یا موت کی سزا

اسلام میں انسانی خون کی حرمت بیان کی گئی ہے تاکہ معاشرے میں قتل کی واردات کم سے کم واقع ہوں۔ ام المؤمنین حضور ﷺ کا یہ ارشاد بیان فرماتی ہیں:

﴿لَا يَحِلُّ دَمَ رَجُلٍ الْاِثْلَاثَهُ رَجُلٌ قَتَلَ فُقُتِلَ اَوْ رَجُلٌ زَنَا بَعْدَ

الْاِحْصَانِ اَوْ ارْتَدَّ بَعْدَ اِسْلَامِهِ﴾ (۹۵)

”کسی شخص کا خون ہرگز نہ بہایا جائے سوائے ان تین صورتوں کے:

- ۱۔ کسی شخص نے دوسرے کو قتل کیا تو اس کے بدلے اس قاتل کو قتل کیا جائے۔
- ۲۔ کسی شادی شدہ شخص نے بدکاری کا ارتکاب کیا تو اسے رجم کیا جائے حتیٰ کہ اس کی موت واقع ہو جائے۔

- ۳۔ کوئی شخص مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو جائے۔

شراب اور نشہ آور اشیاء:

نشہ آور اشیاء کا استعمال معاشرے میں جرائم کا بہت بڑا سبب بنتا ہے۔ دنیا کی بعض اقوام میں مذہبی طور پر شراب کے استعمال کا جواز ہے لیکن اسلام وہ دین فطرت ہے جس نے اس ناپاک اور انتہائی مضر شے کو حرام قرار دیا تاکہ فرزندِ انِ توحید جنہیں حلال و حرام میں فرق و امتیاز بتایا گیا ہے اسے حرام سمجھ کر اس سے کلی اجتناب کریں اور یوں انسان اور انسانی معاشرہ اس کے سنگین نقصانات سے محفوظ رہے۔

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ یمن سے کچھ لوگ آئے اپنے ہاں ایک مروج مشروب کے بارے میں دریافت کیا تو رسول کریم ﷺ نے یہ بنیادی اصول بیان فرمایا:

﴿فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ﴾ (۹۶)

”رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نشہ آور شے حرام ہے۔“

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَا تَسْبِذُوا فِي الْجَرِّ وَلَا فِي الدَّبَاءِ وَلَا فِي الْمَزْفَتِ وَلَا فِي النَّقِيرِ

فَكُلُّ شَرَابٍ مُسْكِرٍ فَهُوَ حَرَامٌ﴾ (۹۷)

”جڑ دبا، مزفت، نقیر (وہ برتن ہیں جن میں نبیذ بنائی جاتی تھی) کی نبیذ

استعمال میں نہ لاؤ، ہر وہ مشروب جو نشہ آور ہے حرام ہے۔“

ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں کہ ایک موقع پر حضور ﷺ نے کسی شراب کے بارے

میں نہ تو سوال پر نہ خود نام لے کر بلکہ اصولی طور پر یہ بیان فرمایا:

﴿كُلُّ شَرَابٍ مُسْكِرٍ فَهُوَ حَرَامٌ﴾ (۹۸)

”ہر وہ مشروب جو نشہ آور ہو پس وہ حرام ہے۔“

بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ ہم خود شراب کو حرام جانتے ہوئے تو اس کے قریب بھی نہیں پھٹکتے، لیکن اگر اسے مال تجارت کے طور پر خرید و فروخت کر لیں تو اس میں کچھ ہرج نہیں۔

برطانیہ میں راقم الحروف کو خود ایسے تاجروں سے ملنے کا موقع ملا ہے جنہوں نے (Muslim Economy) یعنی دیارِ غیر میں اسلامی معیشت کے حوالے سے دلائل بھی دیئے تو بفضلہ تعالیٰ انہوں نے گفتگو کے بعد اس کی تجارت کی حرمت کو تسلیم کیا۔

ام المؤمنینؓ بیان فرماتی ہیں:

﴿فَلَمَّا نَزَلَتِ الْآيَاتُ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

فَاقْتَرَأَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ نَهَى عَنِ التَّجَارَةِ فِي الْخَمْرِ﴾ (۹۹)

”جب سورۃ بقرہ کے آخری نصف کی آیات نازل ہوئیں تو رسول

کریم ﷺ بنفس نفیس خود باہر نکلے لگوں کو ان آیات سے آگاہ کیا اور پھر شراب کی تجارت کرنے سے انہیں منع فرما دیا۔“

متفرق مسائل

ام المؤمنینؓ مکثرین صحابہ میں سے ہیں اور آپ سے ۲۲۰۰ (دو ہزار دو سو) سے زائد احادیث مروی ہیں جن میں سے ۱۶۸ احادیث کا ذکر ہو چکا ہے اب ان میں سے فقط چند ایک احادیث جن میں متفرق مسائل بیان کیے گئے ہیں، قارئین کے مطالعہ کے لیے پیش کی جا رہی ہیں جس سے ان کی علمی اور فقہی بصیرت کا قدرے اندازہ ہو سکے گا۔

آدابِ طعام

کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا سنت اور خیر و برکت کا موجب ہے۔ لیکن بھوک کی شدت سے اگر کوئی بھول جائے تو اس صورت میں کیا کرنا چاہیے۔ فرمایا:

﴿فَمَنْ أَكَلَ طَعَامًا فَلْيَذْكُرْ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ فَإِنْ نَسِيَ أَنْ يَذْكُرَ اسْمَ

اللَّهِ فِي أَوَّلِهِ فَلْيَقُلْ: بِسْمِ اللَّهِ فِي أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ﴾ (۱۰۰)

”جو شخص کھانا کھائے تو سب سے پہلے اللہ کا نام لے اور اگر شروع میں

اللہ کا نام لینا بھول جائے تو (جب یاد آئے تو یہ کہے) بِسْمِ اللَّهِ فِي

أَوَّلِهِ وَآخِرِهِ“

گویا ام المؤمنینؓ نے حضور ﷺ کا یہ رحمت بھرا ارشاد امت مسلمہ کو بتایا تاکہ خیر و برکت کا حصول ممکن ہو۔

عقیقہ: بچے یا بچی کی ولادت پر خوشی اور مسرت کے اظہار کے ساتھ ساتھ بارگاہِ صمدیت میں شکر بجالانے کے لیے ام المؤمنینؓ نے عقیقہ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿أَمْرُنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِالْعَقِيقَةِ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مَكَافَتَانِ وَ

عن الجارية شاة ﴿١٠١﴾

”ہمیں رسول کریم ﷺ نے حکم دیا کہ عقیقہ کریں۔ لڑکے کے لیے دو

بھیڑ بکریاں عقیقہ کے لیے کافی ہیں اور لڑکی کے لیے ایک بھیڑ بکری۔“

بعض لوگ جہالت کی وجہ سے لڑکی کی ولادت پر رنج و غم کا اظہار کرتے ہیں

انہیں رحمت دو عالم کا ارشاد سنایا جا رہا ہے کہ بیٹی کو بھی رحمت خیال کریں اور عقیقہ کریں۔

قبول دعوت: بعض دفعہ ایک ہی موقع پر دو طرف سے دعوت پر بلایا جاتا ہے۔ انسان

تذبذب کا شکار ہو جاتا ہے کس کی دعوت قبول کرے کسے انکار کرے اور کس حجت شرعی کی

بنیاد پر ایسا کرے۔

ام المؤمنینؓ نے اس بارے میں رسول کریم ﷺ کے ارشاد گرامی سے

وضاحت فرمادی:

﴿اذا دعاك الداعيان فأجب أقربهما منك باباً فان أقربهما

بابا أقربهما جوار او ان سبق أحدهما فأجب الذى سبق﴾ (۱۰۲)

”جب دو شخصوں کی طرف سے دعوت موصول ہو تو اس کی دعوت قبول

کرو جس کا دروازہ تمہارے دروازے سے زیادہ قریب ہے۔ اگر دونوں

برابر ہیں تو جو ہمسائیگی میں زیادہ قریب ہے اور اگر دونوں میں سے کوئی

ایک پہلے دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرو جس نے دعوت دینے

میں سبقت کی۔“

اس حدیث میں جسے دعوت موصول ہوئی ہے اس کی رہنمائی کی گئی ہے۔ مین

السطور دعوت دینے والوں کے لیے بھی رہنمائی موجود ہے۔

صدقہ بطور ہدیہ: بعض دفعہ کسی غریب و نادار شخص کو صدقہ دیا جاتا ہے جو اس کے لیے

جائز ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کوئی امیر شخص یا ایسا شخص جسے صدقہ لینا جائز نہیں

اس صدقے میں سے بطور ہدیہ کوئی غذا استعمال میں لا سکتا ہے۔

حضرت بریرہؓ جو آزاد کردہ باندی تھی۔ اس نے حضور ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا۔ ام المؤمنینؓ فرماتی ہیں میں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا کہ یہ صدقے کا گوشت ہے جو کسی نے بریرہؓ کو بھجوا یا ہے تو رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا:

﴿هولها صدقة ولناهدية﴾ (۱۰۳)

”یہ گوشت اس کے لیے صدقہ ہے اور ہمارے لیے اس کی طرف سے ہدیہ ہے“ گویا اس کے کھانے میں قطعاً شرعی قباحت نہیں۔

دباغت کا مسئلہ: اسلام میں حلال جانور اگر مر جائے خواہ گرنے سے، سینگ لگنے سے، چوٹ لگنے سے، گویا وہ ذبح کرنے سے پہلے مر جائے تو ایسے مردار کا کھانا حرام ہے یا ایسے جانور کو اس کی کھال سمیت ضائع کر دیا جائے۔

ام المؤمنینؓ ارشاد فرماتی ہیں:

﴿ان رسول الله ﷺ أمر بجلود الميتة اذا دبغت ان يستمتع بها﴾ (۱۰۴)

”رسول کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ایسے مردار جانوروں کی کھالوں کی اگر دباغت کر لی جائے تو انہیں کام میں لایا جاسکتا ہے۔“

مرفوع القلم

اسلامی قانون کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ شاہ و گدا دونوں کو مساوی رکھتا ہے جبکہ مغربی قانون اور دنیا کی دیگر اقوام کے قانون میں یہ خصوصیت نہیں پائی جاتی۔ تاہم بعض ایسے حالات ہوتے ہیں جن میں قانون کا نفاذ نہیں ہوتا۔

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿رفع القلم عن ثلاثة عن النائم حتى يستيقظ، وعن المبتلى

حتى يبرأ وعن الصغير حتى يكبر ﴿١٠٥﴾

”قانون کی گرفت سے تین اشخاص مستثنیٰ ہیں۔ سویا ہوا شخص جب تک بیدار نہ ہو جائے۔ گرفتار بلا جب تک بحال نہ ہو جائے اور کم سن جب تک بڑا نہ ہو جائے۔“

گویا رحمت دو عالم ﷺ کے قانون رحمت میں سوئے ہوئے، مضطرب اور کم سن کے لیے رحمت بھری رعایت دے دی گئی۔ ذرا غور کیجیے اگر یہ رعایت نہ ہو تو خواب کی حالت میں، حالتِ اضطراب میں اور کمسنی کی بناء پر کتنے بیچارے لوگ قانون کی زد میں آ جائیں۔

بیٹے کے مال پر باپ کا حق

اسلام نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کی جو تاکید اور تلقین کی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ قرآن حکیم میں والدین کی عظمت کو اجاگر کر کے ان سے احسان کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگرچہ قرآن پر ایمان رکھنے والے فرزندان توحید ماں باپ کو عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ تب بھی رحمت دو عالم نے والدین کے خصوصی حق کو اپنے ارشاد گرامی میں مزید واضح فرمایا۔

ام المؤمنینؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿ولد الرجل من أطيب كسبه فليأكل من كسبه﴾ (۱۰۶)

”بیٹا اپنے باپ کی بہترین کمائی ہے پس باپ کو اپنی کمائی سے کھانے کی اجازت ہے۔“

گویا حضور ﷺ نے ایک طرف والدین کے حقوق بیان فرمائے تو ساتھ ہی ساتھ اولاد کو ان کے فرائض کی طرف بھی توجہ دلا دی تاکہ وہ از خود ان کی خدمت کے لیے ہر لمحہ کمر بستہ رہیں۔

جامع نصیحت: حضرت امیر معاویہؓ نے ام المؤمنینؓ سے ایک مختصر اور انتہائی جامع نصیحت کی درخواست کی تو ام المؤمنینؓ نے انہیں جواب میں یہ تحریر فرمایا:

﴿انی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: من طلب رضا اللہ بسخط
الناس کفاه اللہ مؤنة الناس و من التمس سخط اللہ برضا الناس
و کله اللہ الیہم والسلام﴾ (۱۰۷)

”بے شک میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔
آپ نے فرمایا: جو شخص لوگوں کو ناراض کر کے اللہ کی رضا اور خوشنودی کا
طلبگار ہو اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کی آفت سے محفوظ رکھنے کے لیے کافی
ہے اور جس نے اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کی رضا و خوشنودی حاصل کرنا
چاہی اللہ تعالیٰ اسے انہیں کے حوالے کر دیتا ہے۔ والسلام۔“

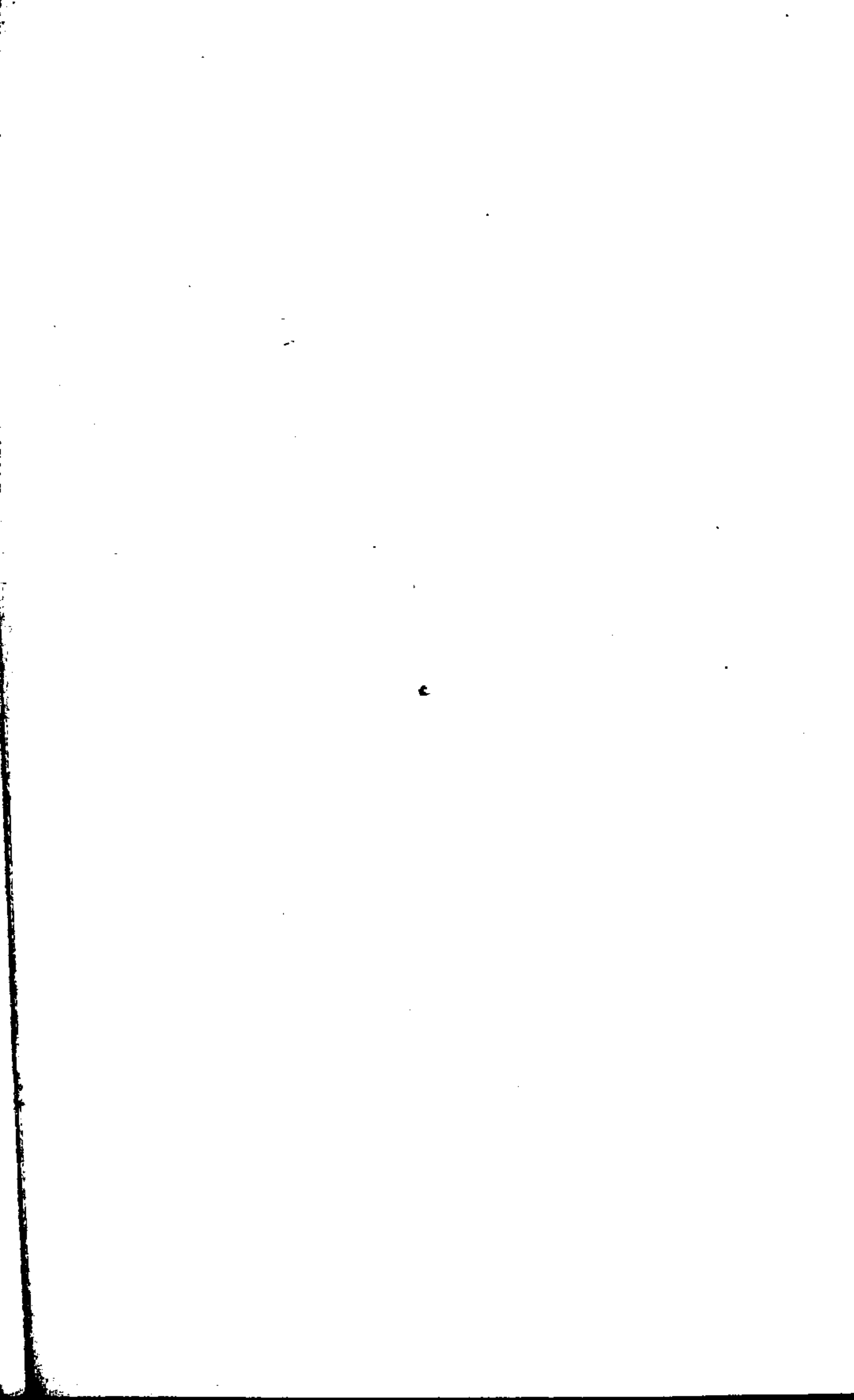
حواله جات

۲۹	سیر الصحابیات	۲	۹۵	مسند عائشہ	۱
۴۹۷	ضیاء القرآن	۴	۲۹	ایضاً	۳
۱۰۱	ایضاً	۶	۴۶	مسند عائشہ	۵
۲۱۷	ایضاً	۸	۲۳۸	ایضاً	۷
۲۲۵	ایضاً	۱۰	۲۴۱	ایضاً	۹
۱۵۶	النساء	۱۲		ایضاً	۱۱
۱۰۷	مسند عائشہ	۱۴	۱۶	النور	۱۳
				ترذی السنن ۵/۷۰۵ سیر الصحابیات ۳۰	۱۵
۳۹۹/۱	پیر کرم شاہ ضیاء القرآن	۱۷	۲۷	مسند عائشہ	۱۶
۲۲۴	ایضاً	۱۹	۲۱۶	مسند عائشہ	۱۸
۲۹	ایضاً	۲۱	۵۲	ایضاً	۲۰
۴۷	ایضاً	۲۳	۹۸	ایضاً	۲۲
۶۰	ایضاً	۲۵	۱۶	ایضاً	۲۴
	القلم/۴	۲۷	۱۹۵	ایضاً	۲۶
۲۴۸-۲۹	مسند عائشہ	۲۹	۳۳۱/۵	ضیاء القرآن	۲۸
۲۳۶	ایضاً	۳۱	۱۹۸	ایضاً	۳۰
۱۹۰	ایضاً	۳۳	۴۶	ایضاً	۳۲
۱۷۳	ایضاً	۳۵	۴۰	ایضاً	۳۴
۵۷	ایضاً	۳۷	۱۹	ایضاً	۳۶

٢٥٢	ايضاً	٣٩-	٩٨' ٢١٠	٣٨- ايضاً
٢٠٩	ايضاً	٢١-	١٢٥	٣٠- ايضاً
٢٣٩-٢٣٨	ايضاً	٢٣-	١٨٤	٢٢- ايضاً
٢٦	ايضاً	٢٥-	٢٦	٢٣- سير الصحايبات
٢٢٤	ايضاً	٢٤-	٣٨-٣٤	٢٦- مسند عائشة
٣٩	ايضاً	٢٩-	١٢٥	٢٨- ايضاً
١٢٩-١٢٨	ايضاً	٥١-	٣١	٥٠- ايضاً
١٢٥	ايضاً	٥٣-	٢٢٥	٥٢- ايضاً
٢٥	ايضاً	٥٥-	٥٦	٥٣- ايضاً
٥٥-٥٢	ايضاً	٥٤-	٢٢٦	٥٦- ايضاً
٢٢٠	ايضاً	٥٩-	١٢١	٥٨- ايضاً
٨-٤	ايضاً	٦١-	١٢٦	٦٠- ايضاً
٢٥١-٢٥٠	ايضاً	٦٣-	٢٩	٦٢- ايضاً
٥	ايضاً	٦٥-	٤١	٦٣- ايضاً
٤٦	ايضاً	٦٤-	٤٦	٦٦- ايضاً
٢٢٢	ايضاً	٦٩-	٩١	٦٨- ايضاً
٢٢٩	ايضاً	٤١-	١٤	٤٠- ايضاً
٨٢	ايضاً	٤٣-	٢٨	٤٢- ايضاً
١٠	ايضاً	٤٥-	٥٦	٤٣- ايضاً
٢٩	ايضاً	٤٤-	١٢	٤٦- ايضاً
١٨٥	ايضاً	٤٩-	٦٦	٤٨- ايضاً

٥٢	ايضاً	٨١-	٤٤	٨٠- ايضاً
١٤	ايضاً	٨٣-	٥٢	٨٢- ايضاً
٢١	ايضاً	٨٥-	١٦	٨٣- ايضاً
٤٠	ايضاً	٨٤-	٢١٥	٨٦- ايضاً
١٩	ايضاً	٨٨/٨٨-	٢٠٣	٨٨- ايضاً
٤٤	ايضاً	٩٠-	٢٢٢	٨٩- ايضاً
٨٠	ايضاً	٩٢-	٣٢	٩١- ايضاً
٥٨	ايضاً	٩٢-	٢٢٢	٩٣- ايضاً
٢٦	ايضاً	٩٦-	٢١٤	٩٥- ايضاً
٩٥	ايضاً	٩٨-	٤٣	٩٤- ايضاً
١٥٩	ايضاً	١٠٠٤-	١٩٠	٩٩- ايضاً
١٤٦	ايضاً	١٠٢-	١٥٩	١٠١- ايضاً
٢٣٤	ايضاً	١٠٣-	٢٠٦	١٠٣- ايضاً
٢٢٥، ٢٠٩	ايضاً	١٠٦-	٢٣٤	١٠٥- ايضاً
		١٣٢	ايضاً	١٠٤-

نبی کریم ﷺ کی تعدد ازواج کی حکمتیں



فہرست مضامین نبی کریم ﷺ کی تعدد ازواج کی حکمتیں

تعدد ازواج کی حکمتیں 95

مکی دور میں شرف زوجیت حاصل کرنے والی امہات المومنین رضی اللہ عنہا

99 1- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

99 2- حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

99 3- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

مدنی دور میں آپ ﷺ کے نکاح میں آنے والی امہات المومنین رضی اللہ عنہا

100 1- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

101 2- حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

102 3- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا

103 4- حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

107 5- حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

109 6- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

110 7- حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

111 8- حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

113 ☆ خلاصہ کلام

حضور ﷺ کی عظمت کا بین السطور اعتراف کرنے والے مستشرقین

115 1- منگٹری واٹ کا بیان

116 2- جان بیکٹ گلب کا بیان

119 ☆ حوالہ جات

نبی کریم ﷺ کی تعدد ازواج کی حکمتیں

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عظیم سے رسول اعظم و آخر ﷺ کو خصوصی عظمتوں سے نوازا ہے۔ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، رحمۃ للعالمین، کافۃ للناس ہیں، بشیر و نذیر اور سراج منیر ہیں۔ صاحب خلق عظیم ہیں۔ آپ ﷺ کی تعلیمات عالمی، آفاقی، قیامت تک آنے والی نسل انسانی کے لیے ضابطہ حیات، جامع، روشن، محفوظ اور حکمت و بصیرت پر مبنی ہیں۔ آپ ﷺ کی ہمہ پہلو مثالی شخصیت میں آپ کا مثالی شوہر ہونا بھی فرزندانِ توحید کے لیے خصوصاً اور نوع انسانی کے لیے عموماً بے شمار دینی، روحانی، اخلاقی، معاشرتی اور تمدنی اور قومی و ملی اسباق کی طرف ہمیں دعوتِ فکر و عمل دے رہا ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ معاشرہ قبائل سے تشکیل پاتا ہے۔ قبائل خاندان سے بنتے ہیں اور خاندان افراد کے ملاپ سے وجود میں آتے ہیں۔ یوں نکاح انسانی تمدن کا سنگ بنیاد قرار پاتا ہے۔ اسی لیے صحیفہ فطرت، قرآن حکیم میں سب سے زیادہ احکام عائلی اور منزلی زندگی سے متعلق صراحت سے بیان کیے گئے ہیں تاکہ اسلامی معاشرہ صحت مند بنیادوں پر استوار ہو اور خوشگوار و مستحکم ہو۔ حضور ﷺ مومنین کے لیے تو حیاتِ انسانی کے جملہ شعبوں میں اسوۂ حسنہ ہیں لیکن زیر نظر پہلو مثالی شوہر ہونے کے ناطے سے آپ ﷺ نے مومنین کے لیے ایک مثالی نمونہ عمل پیش فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا ازواجِ طاہرات کے لیے ایک مثالی دینی ماحول مہیا کرنا، ازواجِ طاہرات کو فیضانِ تربیت سے مستنیر کرنا،

ازواج میں باہمی خیرسگالی کے جذبات پیدا کرنا، انہیں اخلاقی فاضلہ سے آراستہ کرنا، زہد و عبادت کی طرف مائل کرنا، جو دوستی کے جذبے کو ابھارنا اور سب سے بڑھ کر امت مسلمہ کی خواتین کی بالخصوص اور اہل ایمان کی بالعموم دینی تعلیم و تربیت کا فریضہ احسن طریق سے انجام دینے کا ذوق و شوق پیدا کرنا ایسے اہم امور ہیں جو ہمیں اپنے گھریلو ماحول کو سنوارنے اور منزلی زندگی کو خوشگوار اور مستحکم بنانے کے لیے زریں اصول عطا کر رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے ازواج طاہرات سے حسن سلوک کا اہتمام فرمایا۔ ان کی ضروریات کی کفالت کے ساتھ ساتھ ان کی دلجوئی اور دلنوازی فرمائی اور عدل بین النساء کا وہ مثالی نمونہ پیش فرمایا کہ پوری تاریخ عالم میں ڈھونڈے سے اس کی مثال نہیں ملتی۔

آپ ﷺ نے جہاں مومن مردوں کو ﴿عاشروہن بالمعروف﴾ کے ارشاد ربانی کی تلقین فرمائی وہاں مومن عورتوں کو ﴿فالصلحت قنت حفظت للغیب بما حفظ اللہ﴾ کے ارشاد باری سے اپنے فرائض سے آگہی بخشی۔

رحمت دو عالم ﷺ کی یہ رحمت بھری تعلیمات فقط مومنین کے لیے ہی مخصوص نہیں بلکہ دیگر اقوام عالم کے لیے بھی کامل نمونہ عمل ہیں۔ غیر مسلم بھی حضور ﷺ کے عطا فرمودہ حقوق زوجین کے نظام کو اپنا کر اپنی زندگی کو پرسکون بنا سکتے ہیں۔ مستشرقین میں معدودے چند ہیں جنہوں نے حقائق کا جائزہ لے کر آپ ﷺ کی عظمتوں کا اعتراف کیا ہے۔ تاہم دیگر مستشرقین بھی تعصب کی عینک اتار کر مغربی تمدن کی جہاں فیملی لائف بُری طرح تباہی کا شکار ہو چکی ہے، اصلاح احوال کے لیے اپنی مساعی عمل میں لا سکتے ہیں۔ محض بے ہودہ اور لغو مزعومات کو ملحوظ رکھتے ہوئے طعن و تشنیع کے تیر چلانے پر وقت ضائع کرنے کے بجائے اگر مستشرقین حقائق کا جائزہ لے کر حقائق کا اعتراف کرتے ہوئے اپنی صلاحیتوں کو تعمیری امور میں صرف کریں تو مغربی ماحول کی اصلاح کر کے انسانیت کی خدمت کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

برطانوی مفکر اور دانشور جارج برنارڈ شا نے بجا کہا ہے:
 ”مجھے یقین ہے کہ اگر آج دنیا کی قیادت محمد (ﷺ) جیسے کسی آدمی کے
 ہاتھ میں دے دی جائے تو وہ دنیا کو درپیش تمام مسائل کو حل کرنے میں
 کامیاب ہو جائے اور اسے امن و سلامتی اور سعادت کا گہوارہ بنا دے۔“
 ذرا اس کے یہ چونکا دینے والے جملے ملاحظہ ہوں:

”برطانیہ اور یورپ تباہی کے جس گڑھے کی طرف جا رہے ہیں اگر اس
 سے بچنے کے لیے کسی دین کی پیروی کی ضرورت محسوس کریں تو اس
 غرض کے لیے ان کے سامنے صرف دین اسلام ہوگا اور میں دیکھ رہا
 ہوں کہ آئندہ سو سال میں برطانیہ اور یورپ اسلام کے دامن میں پناہ
 لینے پر مجبور ہو جائیں گے۔“

قرآن حکیم نے اس حقیقت کی طرف سینکڑوں برس پہلے پوری نوع انسانی کو
 توجہ دلائی تھی:

﴿وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ﴾
 اسلام کو نورانی تعلیمات اور سیرت طیبہ اور حضور کریم (ﷺ) کا اسوۂ حسنہ آج
 پھر فرزندانِ توحید اور غیر مسلموں کو دعوتِ فکر و عمل دے رہا ہے جو ان مسلم سکالرز کا فریضہ
 ہے کہ حضور (ﷺ) کے نورِ فکر کو اطراف و اکنافِ عالم تک پھیلا دیں۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
 دہر میں اسمِ محمد (ﷺ) سے اجالا کر دے

قرآن حکیم کے مطالعہ اور اس پر غور و فکر کرنے سے یہ بات واضح طور پر سامنے
 آتی ہے کہ دور دور تک پھیلی ہوئی وسیع و عریض کائنات کا نظام _____ اللہ تعالیٰ کی حکمت
 بالغہ کے مطابق چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے اور یہ کائنات عالم اسباب ہے

جہاں اسباب کے نتیجے میں مختلف امور ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ سورج، چاند، ستارے، آسمان، زمین، پہاڑ، شجر و حجر، بحری و بری مخلوق اور مخلوقات کی وہ قسمیں جو ابھی تک انسانی ادراک سے ماوراء ہیں۔ ان سب کا نظام اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے اسباب کے مطابق انجام پا رہا ہے۔ اس تناظر میں اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کی ازواج کی مثالی تربیت کا انتظام زوجات طاہرات کے حضور ﷺ کی زوجیت میں آنے سے پہلے بھی فرمایا اور پھر آپ ﷺ کے فیضانِ تربیت میں آنے کے بعد احسن طور پر فرما دیا تھا۔ دوسری طرف حضور ﷺ کو اس نورِ فراست اور حکمت و بصیرت سے نوازا کہ عالم اسباب میں حضور ﷺ نے ازواجِ مطہرات کا انتخاب ایسا فرمایا کہ ازواجِ طاہرات نے دین کی تبلیغ و اشاعت میں عظیم کردار ادا کیا۔

حضور ﷺ کے ازدواجی مصالح کا اگر جائزہ لیا جائے تو اس میں ہمیں امت مسلمہ کی تعلیمی و تربیتی، عائلی و منزلی، دینی و شرعی، سیاسی و قانونی، معاشی و اقتصادی، معاشرتی و تمدنی اور قومی و ملی تقاضوں کی تکمیل نظر آتی ہے۔ دین کا لفظ بڑا جامع ہے۔ یہ وہ شاہراہ ہے جس سے مختلف راستے اور حیاتِ انسانی کے مختلف شعبے معرضِ وجود میں آتے ہیں۔ ازواجِ مطہرات نے علمی و تعلیمی خدمات انجام دیں۔ خاص طور پر خواتین کی رہنمائی فرمائی، اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ اکثر ازواجِ طاہرات نے طویل عمریں پائیں اور صحابہ، صحابیات اور امت مسلمہ کے افراد تک آپ ﷺ کے ارشاداتِ عالیہ اور آپ ﷺ کے معمولاتِ حسنہ کو پہنچایا۔ آپ ﷺ کی ایک زوجہ مطہرہ، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ دینی احکام کا چوتھائی حصہ ان کے ذریعے امت تک پہنچا۔ ازدواجی مصالح میں ہمیں حضور ﷺ کی رحمت کا پہلو جھلکتا نظر آتا ہے۔ آپ ﷺ کی بعض ازواجِ مطہرات معاشی اور کفالتی مصالح کی بنا پر آپ ﷺ کی

زوجیت میں آئیں۔ بعض سے نکاح آپ ﷺ نے اپنے مقربین کی دلجوئی کے لیے فرمائے۔ تفصیل میں جانے سے قبل آپ ﷺ کے ازدواجی مصالحوں کا خلاصہ یہ ہے:

۱۔ آپ ﷺ نے پہلا نکاح حضرت خدیجہ بنت جحش سے فرمایا۔ مشہور روایت کے مطابق آپ ﷺ کی عمر ۲۵ سال تھی جو کہ نوخیز جوانی کا دور ہوتا ہے لیکن آپ ﷺ نے ایک چالیس برس کی بیوہ خاتون سے شادی کی اور ان کی وفات تک پورے ۲۵ برس آپ ﷺ کی ازدواجی زندگی انتہائی خوشگوار گزری اور آپ ﷺ کی ساری اولاد حضرت خدیجہ بنت جحش سے ہوئی۔ نور فراست سے آپ ﷺ کا یہ انتخاب کس قدر کامیاب رہا، تاریخ اسلام کے اوراق ان سے روشن ہیں۔ حضرت خدیجہ بنت جحش کی وہ عظیم خدمات جو آپ ﷺ نے دین کے فروغ اور اشاعت و تبلیغ اور حضور ﷺ کی مونس و غمخوار رفیقہ حیات کے حوالے سے انجام دیں محتاج بیان نہیں۔

۲۔ حضرت خدیجہ بنت جحش کی وفات کے بعد آپ ﷺ نے ایک پچاس برس کی بیوہ حضرت سودہ بنت جحش سے شادی کی یہ دور مشرکین مکہ کی ایذا رسانی کا دور ہے اور آپ ﷺ کی تبلیغی مساعی اپنے عروج پر نظر آتی ہے۔ ایسے نازک وقت میں بچیوں کی دیکھ بھال ان کی پرورش اور گھر کے انتظام کو بہتر طور پر چلانے کے لیے ناگزیر تھی اور تاریخ نے بتایا کہ یہ نکاح کتنا مفید و موثر ثابت ہوا۔

۳۔ مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کے تاجر دوست جو آپ ﷺ کے نبوت کے اعلان سے پہلے آپ ﷺ کے مخلص ساتھی تھے اور بعد میں سب سے پہلے آپ ﷺ پر ایمان لائے اور پھر صدیق کے لقب کا اعزاز حاصل کرنے والے آپ ﷺ کے رفیق غار اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اعلیٰ و ارفع مقام حاصل کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ اسلام کی ترویج و اشاعت میں آپ کی عظیم خدمات کس سے مخفی ہیں۔ اپنے دیرینہ دوست جاں نثار ساتھی اور مقرب کی دلجوئی کے لیے آپ ﷺ

نے ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور تاریخ نے ثابت کیا کہ یہ نکاح حضور ﷺ کی حیات مبارکہ میں اور آپ ﷺ کے وصال کے بعد امت مسلمہ کے لیے انتہائی مبارک ثابت ہوا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلمہ امت کہا گیا۔ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنے کے بعد ۲ ہجری سے ۷ ہجری تک آپ ﷺ نے مختلف ازواج مطہرات کو شرف زوجیت بخشا۔ یہ انتہائی کٹھن، پر خطر اور دشوار وہ نازک دور ہے جہاں ایک طرف پوری سرزمین عرب میں تبلیغی سرگرمیاں اپنے عروج پر پہنچنے کے حوالے سے وقت طلب اور وقت طلب منصوبہ بندی عمل میں آ رہی تھی اور دوسری طرف مشرکین مکہ کی طرف سے جنگ کے خطرات اٹھانے کر آ رہے تھے اور عظیم غزوات کا وقوع اسی دور میں ہوا جس میں حق باطل کے زغے میں گھرا ہوا نظر آتا ہے۔ اس دور میں حضور ﷺ نے الگ الگ وجوہات کی بنا پر متعدد نکاح فرمائے جن کا مقصد کہیں مقربین کی دلجوئی اور ان سے اظہارِ مودت و شفقت تھا، کہیں رحمت بھرا سلوک تھا، کہیں اسلام کی ترویج و اشاعت کے لیے سیاسی استحکام تھا، کہیں عرب معاشرے کی فتنج رسوم کی اصلاح مقصود تھی لیکن ایک مسلمہ اور ناقابل انکار حقیقت بہر صورت ملحوظ تھی اور وہ یہ کہ اسلام کو فروغ حاصل ہو۔ دین کی ترویج و اشاعت ہو اور حضور ﷺ کے ارشادات عالیہ اور معمولات سے بالخصوص حلقہ خواتین اور بالعموم امت مسلمہ کو آگاہ کیا جائے۔

اب ہم قدرے تفصیل سے اس دور میں آپ ﷺ کے نکاح میں آنے والی اور شرف زوجیت سے بہرہ ور ہونے والی امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحبزادی تھیں۔ ان کا پہلا نکاح حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے ماں باپ اور شوہر کے ساتھ

مسلمان ہوئیں۔ شوہر کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی۔ غزوہ بدر میں خنیس رضی اللہ عنہ نے زخم کھائے اور واپس آ کر ان ہی زخموں کی وجہ سے شہادت پائی۔ عدت کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی فکر ہوئی۔ اسی زمانہ میں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو چکا تھا۔ اس بنا پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کی خواہش کی۔

ان کے انکار پر انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا۔ انہوں نے بھی خاموشی اختیار کی:

”ان حالات میں حضور ﷺ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ اس نکاح کے ذریعے حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے ساتھ رشتہ مصاہرت میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے برابر کر دیا۔ اسلام کی ایک مخلص مجاہدہ جس نے دین کی خاطر میدانِ بدر میں خدمات سرانجام دیتے ہوئے اپنا سہاگ قربان کیا تھا۔ اس نکاح کے ذریعے حضور ﷺ نے اس مجاہدہ کے زخموں پر مرہم رکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی لخت جگر کی بیوگی نے جس پریشانی میں مبتلا کر رکھا تھا۔ حضور ﷺ نے اس نکاح کے ذریعے سے انہیں اس پریشانی سے نکالا۔“ (۱)

۲۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

”چونکہ فقراء و مساکین کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ اس لیے ام المساکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہو گئیں۔ آنحضرت ﷺ سے پہلے عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ نے جنگِ احد میں شہادت پائی اور آنحضرت ﷺ نے اسی سال ان سے نکاح

کر لیا۔ نکاح کے بعد آنحضرت ﷺ کی زندگی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد صرف یہی بی بی تھیں جنہوں نے وفات پائی۔ آنحضرت ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔“ (۲)

”ان کا پہلا نکاح طفیل سے ہوا، ان کا دوسرا نکاح اسلام کے بطل جلیل عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے ہوا جو جنگ بدر میں تاریخ وفا کا روشن ترین باب رقم کرتے ہوئے شہید ہوئے..... اس کے بعد ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ جنگ احد میں انہوں نے بھی اپنے سر پر شہادت کا تاج سجایا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو داغ مفارقت دے کر دار آخرت کو سدھار گئے۔ اسلام کی یہ مخلص مجاہدہ جس نے حق و باطل کے ابتدائی دو معرکوں میں اپنے دو سرتاج قربان کر کے انتہائی صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا تھا۔ حضور ﷺ نے ان کے زخموں پر مرہم رکھنے کے لیے ان کو اپنی زوجیت کا شرف بخشا۔“ (۳)

۳۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا

”عبداللہ بن عبدالاسد سے جو زیادہ تر ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہیں اور جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے چچا زاد اور آنحضرت ﷺ کے رضاعی بھائی تھے، نکاح ہوا۔ آغاز نبوت میں اپنے شوہر کے ساتھ ایمان لائیں اور ان ہی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ میں کچھ زمانہ تک قیام کر کے مکہ واپس آئیں اور یہاں سے مدینہ ہجرت کی..... ان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اہل سیر کے نزدیک وہ پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ میں آئیں۔ ہجرت کا واقعہ نہایت عبرت انگیز ہے۔“ (۴)

”غزوہ اُحد میں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کے جوہر دکھائے اور ان کی عظیم اہلیہ مجاہدین کی خدمت میں مصروف رہیں۔ اس جنگ میں حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہوئے ان کا یہ زخم تو مندمل ہو گیا لیکن کچھ عرصہ بعد ایک اور مہم کے دوران ان کا پہلا زخم پھر کھل گیا اور وہ جانبر نہ ہو سکے۔ ان کے انتقال کے وقت حضور ﷺ ان کے پاس موجود تھے۔ ان کے انتقال کے وقت حضور ﷺ ان کے پاس موجود تھے۔ ان کے انتقال کے بعد حضور ﷺ نے خود اپنے دست اقدس سے ان کی آنکھیں بند کیں تھیں اور ان کے لیے دُعاے مغفرت بھی فرمائی تھی۔

”حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ایک بیوہ اور چار یتیم بچے چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوئے..... اپنے رضاعی بھائی کی بیوہ اور اس کے بچوں کو کسمپرسی کی حالت میں دیکھنا حضور ﷺ کے شفیق دل پر شاق گزرا اور آپ ﷺ نے ان کو اپنی رحمۃ للعالمین کی چادر میں چھپانے کا فیصلہ کر لیا۔ عدت گزرنے کے بعد آپ ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح بھیجا..... اور ان سے نکاح کر لیا۔ اس طرح حضور ﷺ نے اپنے رضاعی بھائی کے یتیم بچوں کی کفالت کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھالیا اور ان کی بیوہ کے اس گہرے زخم پر مرہم رکھا جو انہیں ابوسلمہ رضی اللہ عنہ جیسے عظیم خاوند کی جدائی سے لگا تھا۔“ (۵)

۴۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا آنحضرت کی حقیقی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ نبوت کے ابتدائی دور میں اسلام لائیں اسد الغابہ میں ہے: کانت قدیمۃ الاسلام۔

”آنحضرت ﷺ نے زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جو آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور متبنی تھے ان کا نکاح کر دیا۔ اسلام نے دنیا میں مساوات کی جو تعلیم رائج کی ہے اور پست و بلند کو جس طرح ایک جگہ پر لا کھڑا کر دیا ہے اگرچہ تاریخ میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں لیکن یہ واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے ان سب پر فوقیت رکھتا ہے کیونکہ اسی سے عملی تعلیم کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔ قریش اور خصوصاً خاندان بنو ہاشم کو تولیت کعبہ کی وجہ سے عرب میں جو درجہ حاصل تھا۔ اس کے لحاظ سے شاہان یمن بھی ان کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتے تھے لیکن اسلام نے محض تقویٰ کو بزرگی کا معیار قرار دیا اور فخر و ادعاء کو جاہلیت کا شعار ٹھہرایا ہے۔ اس بنا پر اگرچہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بظاہر غلام تھے تاہم چونکہ وہ مسلمان مور مرد صالح تھے۔ اس لیے آنحضرت ﷺ کو ان کے ساتھ زینب رضی اللہ عنہا کا عقد کر دینے میں کوئی تکلف نہ ہوا۔“ (۶)

یہ تو اسلامی اخوت و مساوات کی روشن مثال تھی کہ بنو ہاشم کے قبیلے کی ایک معزز خاتون کا نکاح ایک آزاد کردہ غلام سے ہوا۔ بنو ہاشم کو پورے عرب میں جو عزت و وقار کا مقام حاصل تھا وہ کسی سے مخفی نہیں لیکن اسلام وہ دین فطرت ہے جس نے عزت و وقار اور عظمت انسانی کا معیار نسب پر نہیں بلکہ تقویٰ پر رکھا ہے چنانچہ حریت، مساوات اور اخوت انسانی کے علمبردار رسول کریم ﷺ نے اذن خداوندی سے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام نکاح از خود بھجوایا تھا۔ قریش کی معزز ترین خاتون اور اس کے خاندان کے لیے اگرچہ زمانے کے دستور کے مطابق یہ بات قابل قبول نہ تھی لیکن انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ کی اطاعت میں سر تسلیم خم کر دیا۔

لیکن ان کی ازدواجی زندگی میں بوجہ بہار نہ آ سکی۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ طلاق بھی نہ دے سکتے تھے کیونکہ یہ نکاح ان کے منعم و مربی حضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ انہوں نے بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر اپنی پریشانی کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے انہیں طلاق دینے سے باز رہنے کی تلقین فرمائی۔ اس اثنا میں یہ وحی نازل ہوئی:

﴿وَإِذَا تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرَازَ وَجَنُكَهَا لَكِي لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرَازًا. وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا﴾ (۷)

”اور یاد کیجیے جب آپ ﷺ نے فرمایا اس شخص کو جس پر اللہ نے بھی احسان فرمایا اور آپ ﷺ نے بھی احسان فرمایا، اپنی بی بی کو اپنی زوجیت میں رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور آپ ﷺ رکھے ہوئے تھے اپنے جی میں وہ بات جسے اللہ ظاہر فرمانے والا تھا آپ ﷺ کو اندیشہ تھا لوگوں (کے طعن و تشنیع) کا حالانکہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ آپ ﷺ اس سے ڈریں۔ پھر جب پوری کر لی زید رضی اللہ عنہ نے اسے طلاق دینے کی خواہش تو ہم نے اس کا آپ ﷺ سے نکاح کر دیا تاکہ (اس عملی سنت کے بعد) ایمان والوں پر کوئی حرج نہ ہو اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں جب وہ انہیں طلاق دینے کا ارادہ کر لیں اور اللہ کا حکم تو ہر حال میں ہو کر رہتا ہے۔“

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اس واقعہ پر مبسوط تبصرہ کرتے ہوئے ان کا خلاصہ ان الفاظ میں بیان کیا ہے:

”اس واقعے کے تمام اہم نکات کو قرآن حکیم نے خود بیان کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو حضرت زید رضی اللہ عنہ کے لیے پیغام بھیجا، اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی خدا اور خدا کے رسول ﷺ کا فیصلہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی اعلان فرما دیا ہے کہ زید رضی اللہ عنہ کے طلاق دینے کے بعد زینب رضی اللہ عنہا کا اپنے حبیب سے نکاح ہم نے خود کر دیا۔ اس نکاح کی حکمت بھی بتا دی کہ اپنے حبیب ﷺ کا یہ نکاح ہم نے اس لیے کیا ہے۔ یہ نکاح امت مسلمہ کے لیے رحمت بن جائے اور اپنے منہ بولے بیٹے کی بیویوں سے طلاق کے بعد نکاح کرنے میں مسلمانوں کے لیے کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔

اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس حکمت کو ظاہر فرمایا بلکہ اس مشکل ترین حکم کے نفاذ کے وقت حضور ﷺ کے دل میں جو خدشات پیدا ہوئے تھے ان کو بھی خفیہ نہیں رہنے دیا بلکہ ظاہر فرما دیا۔“ (۸)

حضور ﷺ نے حکم خداوندی کے مطابق حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنی زوجیت میں لے لیا لیکن مخالفین اور معاندین نے حضور ﷺ کے خلاف طرح طرح کے الزام لگانے شروع کر دیئے اور مستشرقین نے بھی جو ہمیشہ حضور ﷺ کی عظمت و شان گھٹانے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ واقعے کو خوب اچھالا اور افسانوی رنگ دینے کی کوشش کی۔

منگمری واٹ بھی مستشرقین میں شامل ہے تاہم اس نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور ﷺ کی شادی کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"The criticism of Muhammad, then was based on a pre-Islamic idea that was rejected by Islam, and one aim of Muhammad in contracting the marriage was to break the hold of the old idea over men's conduct. How important was this aim compared with others which he might have had?"(9)

۵۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

حارث بن ضرار حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد — خاندان بنو مصطلق کے سردار تھے۔

”حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح اپنے ہی قبیلہ میں مسافع بن صفوان (ذی شفر) سے ہوا تھا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ اور شوہر مسافع دونوں دشمن اسلام تھے چنانچہ حارث نے قریش کے اشارہ سے یا خود مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کی تھیں۔ آنحضرت ﷺ کو خبر ملی تو مزید تحقیقات کے لیے بریدہ بن حصیب اسلمی کو روانہ کیا۔ انہوں نے واپس آ کر خبر کی تصدیق کی۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تیاری کا حکم دیا۔ شعبان ۵ھ کو فوجیں مدینہ سے روانہ ہوئیں اور مریسج میں جو مدینہ منورہ سے ۹ منزل دور ہے پہنچ کر قیام کیا لیکن حارث کو یہ خبریں پہلے سے پہنچ چکی تھیں اس لیے اس کی جمعیت منتشر ہو گئی اور وہ خود بھی کسی طرف نکل گیا لیکن مریسج میں جو لوگ آباد تھے انہوں نے صف آرائی کی اور دیر تک جم کر تیر برساتے رہے۔ مسلمانوں نے دفعۃً ایک ساتھ حملہ کیا تو ان کے پاؤں اکھڑ گئے۔ ۱۱ آدمی مارے گئے اور باقی گرفتار ہو گئے جن کی تعداد تقریباً ۶۰۰ سو تھی..... لڑائی میں جو لوگ گرفتار ہوئے ان میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ (۱۰)

مولانا سعید انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن اسحق کی روایت ذکر کرنے کے بعد دوسری روایت بیان کی ہے جو زیادہ واضح ہے۔

”حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا باپ (حارث) رئیس عرب تھا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا جب گرفتار ہوئیں تو حارث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میری بیٹی کنیز نہیں بن سکتی۔ میری شان اس سے بالاتر ہے۔ میں اپنے قبیلے کا سردار اور رئیس عرب ہوں آپ اس کو آزاد کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بہتر نہ ہوگا کہ خود جویریہ رضی اللہ عنہا کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے۔ حارث نے جا کر جویریہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری مرضی پر رکھا ہے دیکھنا مجھ کو رسوا نہ کرنا۔ انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہنا پسند کرتی ہوں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے شادی کر لی۔“

ابن سعد نے طبقات سے روایت کی ہے کہ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد نے ان کا زرفدیہ ادا کیا۔ جب وہ آزاد ہو گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا تو تمام اسیران جنگ جو اہل فوج کے حصہ میں آ گئے تھے دفعتاً رہا کر دیئے گئے۔ فوج نے کہا کہ جس خاندان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کر لی وہ غلام نہیں ہو سکتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کو جویریہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر اپنی قوم کے حق میں مبارک نہیں دیکھا ان کے سبب سے بنو مصطلق کے سینکڑوں گھرانے آزاد کر دیئے گئے۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام بڑھ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جویریہ رضی اللہ عنہا رکھا کیونکہ اس میں بدفالی تھی۔ (۱۱)

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”بنو مصطلق قبیلے کے کئی لوگ اسیر ہو کر غلام بن گئے تھے ان میں ان کے سردار کی بیٹی بھی شامل تھی۔ گو وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کٹر دشمن تھے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو تباہ کرنے کے لیے ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم دنیوی بادشاہ نہ تھے کہ اپنے دشمن کو ذلت کے گڑھے میں دیکھ کر خوش ہوتے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو رحمت عالم بن کر تشریف لائے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی سنت قائم کی جس کے ذریعے شکست خوردہ دشمن کے لیے ذلتوں کے نہیں رفعتوں کے راستے کھل گئے۔“ (۱۲)

۶۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا

یہ ابوسفیان کی بیٹی تھیں جو اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا۔ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کی والدہ کا نام صفیہ بنت ابوالعاص تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ ان کا پہلا نکاح عبید اللہ بن جحش سے ہوا اور ان ہی کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔

”حبشہ کو ہجرت کی۔ حبشہ میں جا کر عبید اللہ نے عیسائی مذہب اختیار کیا۔ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بھی کہا لیکن وہ اسلام پر قائم رہیں اب وہ وقت آ گیا کہ ان کو اسلام اور ہجرت کی فضیلت کے ساتھ ام المومنین بننے کا شرف بھی حاصل ہو۔ عبید اللہ نے عیسائی ہو کر بالکل آزادانہ زندگی بسر کرنا شروع کی۔ مے نوشی کی عادت ہو گئی آخر ان کا انتقال ہو گیا۔“ (۱۳)

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

”حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا نے دین عزیز کی خاطر اپنے والدین، قبیلہ، گھر، وطن اور خاوند سب کچھ چھوڑ دیا تھا اور اب دیارِ غیر میں بے یار و مددگار رہ

گئی تھیں مکہ واپسی کا وہ خیال بھی نہیں کر سکتی تھیں۔ حضور ﷺ کو جب دین کی اس مخلص مجاہدہ کے حالات کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے ان کی بے کسی کو ختم کرنے اور انہیں ان کی قربانیوں کا صلہ دینے کا ارادہ فرمایا۔ آپ ﷺ نے شاہ حبشہ نجاشی کے ذریعے حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کو پیغام نکاح بھجوایا۔ یہ نوید جانفزا سن کر حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کے دل کی جو کیفیت ہوگی اس کا اندازہ کوئی دوسرا نہیں لگا سکتا۔ انہوں نے اس پیشکش کو سعادت دارین سمجھ کر قبول کر لیا۔ نجاشی نے حضور ﷺ کے حکم کے مطابق ان کا حضور ﷺ کے ساتھ نکاح کر دیا۔“ (۱۴)

اس نکاح سے حضور ﷺ نے اپنی رحمت ورافت سے کام لیتے ہوئے ایک طرف تو اس مجاہدہ کے زخموں پر مرہم رکھا تو دوسری طرف اس نکاح کے خوشگوار سیاسی فوائد حاصل ہوئے چنانچہ دشمن اسلام ابوسفیان کی مخالفت کی شدت کم ہو گئی جو آخر کار اس کے مشرف بہ اسلام ہونے پر منتهج ہوئی اور سردار قریش کے حلقہ بغوش اسلام ہونے سے لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔

۷۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

”ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا قبیلہ قریش کی معزز خاتون تھیں۔ ان کا نکاح پہلے مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے ہوا لیکن کسی وجہ سے اس سے علیحدگی اختیار کرنے کے بعد ابورہم بن عبدالعزیٰ کے نکاح میں آئیں۔ ابورہم نے ۷ ہجری میں وفات پائی۔“ (۱۵)

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”ان سے نکاح کی حضور ﷺ کو ترغیب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دی تھی۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ان کی ایک بہن ام الفضل لبابہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ تھیں۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بڑھاپے کی عمر میں بیوہ ہو گئی تھیں اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان کی پارسائی اور ان کے ایثار کی وجہ سے انہیں اس قابل سمجھتے تھے کہ وہ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات میں شامل ہوں اور ام المومنین رضی اللہ عنہا ہونے کی سعادت حاصل کریں۔“ (۱۶)

پیر محمد شاہ الازہری رحمہ اللہ اس نکاح کے سیاسی فوائد پر روشنی ڈالتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح نے کئی لوگوں کو حضور ﷺ کے ساتھ رشتہ مصاہرت میں پرو دیا تھا۔ عربوں کے نزدیک اس قسم کے تعلقات کی بڑی اہمیت تھی۔ اس لیے ان تعلقات نے اسلام کی اشاعت میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی آٹھ بہنیں تھیں جو بڑے اہم لوگوں کی زوجیت میں تھیں۔ ان کی ایک بہن حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں اور ایک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔ اس شادی کا مقصد بھی ایک معمر بیوہ کی دلجوئی اور رشتہ داروں کے دلوں کو اسلام کی طرف مائل کرنا تھا۔“ (۱۷)

۸۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

مولانا سعید انصاری رحمہ اللہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں:

”اصلی نام زینب تھا لیکن چونکہ وہ جنگ خیبر میں خاص آنحضرت ﷺ کے حصہ میں آئی تھیں اور عرب میں غنیمت کے ایسے حصے جو امام یا بادشاہ کے لیے مخصوص ہوتا تھا صفیہ کہتے تھے اس لیے وہ بھی صفیہ کے نام سے مشہور ہو گئیں۔“ یہ زرقانی کی روایت ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے سعادت (اعزاز) حاصل ہے باپ کا نام حنی بن اخطب تھا جو قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا اور حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل میں شمار ہوتا تھا۔ ماں کا نام ضرہ تھا سوال رئیس قریظہ کی بیٹی اور یہ دونوں خاندان (قریظہ اور نضیر) بنو اسرائیل کے ان تمام قبائل سے ممتاز سمجھے جاتے تھے جنہوں نے زمانہ دراز سے عرب کے شمالی حصوں میں سکونت اختیار کر لی تھی۔“ (۱۸)

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں آنے اور نکاح کے مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

”حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جنگ میں قیدی ہو کر لونڈی بنی تھیں لیکن وہ حنی بن اخطب کی بیٹی تھیں اس سے پہلے سالم بن مشکم اور کنانہ بن ابی الحقیق کے نکاح میں رہ چکی تھیں۔ یہ سب یہودیوں کے سردار تھے۔ مسلمانوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے نسبى مقام کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ خود ان کو اپنی زوجیت میں قبول فرمائیں۔ حضور ﷺ نے اس تجویز کو پسند فرمایا لیکن پہلے ان کو اختیار دیا کہ اگر تم دین یہودیت پر قائم رہنا چاہو تو میں تمہیں آزاد کر دیتا ہوں اور تمہیں تمہارے قبیلے والوں کے پاس واپس بھیج دیتا ہوں اور اگر تم اسلام قبول کر لو تو میں تمہیں آزاد کر کے تمہارے ساتھ نکاح کرنے کے لیے تیار ہوں۔ انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے دین پر اسلام کو ترجیح دی اور حضور ﷺ نے انہیں زوجیت میں قبول فرمایا۔ (۱۹)

بعض مستشرقین کہتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا دین یہودیت پر قائم رہی تھیں یہ غلط ہے۔ اگر وہ دین یہودیت پر قائم رہتیں تو ام المومنین رضی اللہ عنہا ہونے کا شرف حاصل نہ کر سکتیں۔ حضور ﷺ کا یہ نکاح بھی عظیم انسانی مقاصد کی خاطر عمل میں آیا تھا۔“

گزشتہ چند اوراق میں حضور ﷺ کے ازدواجی مصالح کی چند جھلکیاں پیش کی گئی ہیں جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱۔ حضور ﷺ نے پہلا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ آپ ﷺ جوان تھے اور معاشرے میں آپ ﷺ کو انتہائی معزز مقام حاصل تھا۔ نسب کے حوالے سے بھی اور عظمت کردار کے حوالے سے بھی لیکن آپ ﷺ نے ایک بیوہ خاتون جو عقیقہ طاہرہ اور پاکباز تھیں اور عمر میں آپ ﷺ سے کافی بڑی تھیں، نکاح فرمایا اور ۲۵ برس انتہائی خوشگوار ازدواجی زندگی بسر فرمائی اور انہی سے آپ ﷺ کی اولاد پیدا ہوئی۔

۲۔ ان کی رحلت پر جسے اسلامی تاریخ میں ”عام الحزن“ کہا جاتا ہے۔ اولاد کی دیکھ بھال کے لیے آپ ﷺ نے دوسری شادی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے کی ان کی عمر بچپن (۵۵) برس کے قریب تھی۔ وہ صالحہ اور عقیقہ تھیں۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی سعادت دوبار حاصل کر چکی تھیں۔ اپنے صالح خاوند حضرت سکران رضی اللہ عنہ کے انتقال پر بیوگی کے ایام گزار رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان کی بے کسی، ایثار، استقلال اور ثابت قدمی کو ملحوظ رکھتے ہوئے انہیں اپنی زوجیت میں لے کر ان کو پناہ گاہ مہیا فرمائی۔

۳۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کے قبل ازاں نعت نبوت دوستانہ مراسم تھے۔ ان کے مشرف بہ اسلام ہونے صدیق کا لقب پانے والے اپنے جاں نثار اور انتہائی عقیدت کیش رفیق کی دلجوئی اور دلنوازی کے لیے ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو شرف زوجیت بخشا۔

۴۔ مدینہ منورہ پہنچ کر اپنے انتہائی رفیق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے جن کے بہادر اور مجاہد خاوند حضرت خنیس بن حذافہ انصاری رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے مناسب کفو کی تلاش میں

تھے۔ حضور ﷺ نے نکاح فرمایا اور ان کے زخموں پر مرہم رکھا اور اپنی رحمت و رافت کا مثالی ثبوت پیش فرمایا و مخلص ساتھی کی دلجوئی اور دلنوازی کی روشن مثال پیش کی۔

۵۔ حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی نکاح آپ ﷺ کی شان رحمۃ للعالمین کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

۶۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا نکاح بے کسی اور بیوگی سے مضطرب خواتین کو باعزت مقام دینے، کفالت اور پناہ گاہ مہیا فرمانا تھا۔

۷۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا نکاح عرب کی دو انتہائی قبیح رسوم کے انسداد کے لیے عمل میں آیا جس سے ضمناً دو مضطرب افراد حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہ کی ذہنی اضطراب کا ازالہ بھی ہوا اور ان کے لیے قلبی سکون اور طمانیت کے حصول کا باعث بنا۔

۸۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما کر انہیں اپنے معزز مقام کو بحال رکھنے کا موقع دینے کے ساتھ ساتھ انہیں انتہائی اہ اعزاز ”امہات المومنین“ میں شامل کرنے کا شرف عطا فرمایا، نیز بنو مصطلق کے قبیلے کو مشرف بہ اسلام ہونے کی سعادت حاصل ہوئی اور یہود کا معاندانہ جوش سرد پڑ گیا۔

۹۔ حضور ﷺ کے ازدواجی مصالح میں آپ کی رحمۃ للعالمین، شفقت و رحمت، مخلص رفقاء کی دلجوئی کے ساتھ ساتھ تعلیمی و تربیتی، دینی شرعی، سماجی و سیاسی مقاصد کی عکاسی بھی ہوتی ہے۔ راقم الحروف کی نظر میں یہ سب اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ پر خصوصی فضل و کرم ہے۔ (و کان فضل اللہ علیک عظیماً) کہ اکثر ازواج طاہرات نے لمبی عمریں پائیں اور دین کی ترویج و اشاعت بالخصوص حلقہ خواتین کی دینی تعلیم و تربیت میں عظیم کردار ادا فرمایا۔

یہاں اس امر کا ذکر دلچسپی سے خالی نہیں کہ حضور ﷺ کے ازدواجی مصالح کے بارے میں مستشرقین اپنی تحقیق کی عینکوں کے شیشے صاف کر کے اپنے مادی پیمانوں سے جانچتے ہوئے مادی فوائد بیان کرنے پر زور دیتے ہیں لیکن اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو اس میں بھی حضور ﷺ کی عظمت کا اعتراف بے ساختہ بین السطور ان کے الفاظ میں ڈھل جاتا ہے۔ منگمری واٹ لکھتا ہے:

"The last feature to be noted about Muhammad's marriages is that he used both his own and those of the closest companions to further political ends. This was doubtless a continuation of older Arabian Practice. All Muhammad's own marriages can be seen to have a tendency to promote friendly relations in the political sphere. Khadijah brought him wealth, and the beginning of influence in Meccan politics. In the case of Sawdah, whom he married at Mecca, the Chief aim may have been to provide for the widow of a faithful Muslim, as also in the later marriage with Zaynab bint Khuzaymah; but Sawdah's husband was the brother of a man whom Muhammad perhaps wanted to keep from becoming an extreme opponent; and Zaynab's husband belonged to the clan of al-Muttalib, for which Muhammad had a special responsibility, while he was also cultivating good relations with her own tribe of Amir bin Sasaah. His first wives at Madina, Aishah and Hafsa, were the daughters of the men on whom he leaned most, Abu Bakr and Umar and Umar also married Muhammad's grand-daughter, Umm Kulthum bint Ali. Umm Salamah was not merely a deserving widow, but a close relative of the leading man of the Meccan clan of Makhzum. Juwayriyah was the daughter of

Chief of the tribe of Al-Mustaliq, with whom Muhammad had been having special trouble. Zaynab bint Jahsh, besides being Muhammad's cousin, was a confederate of the Meccan clan of Abd Shams, but a social motive may have outweighed the political one in her case to demonstrate that Muhammad had broken with old taboos. Nevertheless the clan of 'Abd Shams' and Abu Sufyan bin Harb in particular, were in his thoughts, for Abu Sufyan had a Muslim daughter, umm Habibah, married to a brother of Zaynab bint Jahsh' and when the husband died in Abyssinia, Muhammad sent a messenger there to arrange a marriage with her. The marriage with Maymunah would similarly help to cement relations with her brother-in-law, Muhammad's uncle, al-Abbas. There may also have been political motives in the unions with the jewesses, Safiyah and Rayhanah." (20)

یہ طویل اقتباس اس لیے پیش کیا گیا ہے تاکہ قارئین کرام از خود ملاحظہ کر سکیں کہ مستشرقین لاکھ کوشش کر کے یہ دعویٰ کریں کہ چاند میں داغ نظر آتے ہیں لیکن چاند پر نظر ڈالنے والا اس کی خوبصورت حسین اور نورانی کرنوں کی ستائش اور تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہی صورت مہ عرب کی سیرت میں جھلکتی ہے اور ہر سو آپ ﷺ کی رحمۃ للعالمین دجوائی اور دلنوازی کے ساتھ ساتھ وہ تپش اور تڑپ نظر آتی ہے کہ دین حق کی تبلیغ و اشاعت کو زیادہ سے زیادہ فروغ ہو اور اللہ اور اس کے پیارے رسول ﷺ کی تعلیمات اور احکام کو امت مسلمہ تک بطریق احسن پہنچایا جائے۔

ایک اور مستشرق جان بیکٹ گلب (John Bagot Glubb) آپ ﷺ

کی شادیوں پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہے:

"It is however, worthy of note that all his wives, only Aisha was a Virgin he married her, Zaynab

bint Jahash was a divorced wife and all the rest were widows, some of them, it would seem not particularly attractive. Moreover, the apostle had married Khadija when he was twenty-five and she was a widow considerably older than he was. He had remained completely faithful to her for twenty-four years until her death. (21)

حضور ﷺ کے ایک ارشاد گرامی جس پر دوسرے مستشرقین اور معترضین نے تنقید کی ہے (کہ اس دنیا مجھے عورت اور خوشبو پسند ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے)۔ تبصرہ کرتے ہوئے گلب لکھتا ہے:

"In connection of his love of women with prayer seems to prove that it never occurred to him that his fondness for female company could be anything but innocent. (22)

گلب نے کھلے لفظوں میں حضور ﷺ کی عظمتوں کا اعتراف کیا ہے اور اس حقیقت کو ثبوت اور تاریخی دستاویز کے طور پر پیش کیا ہے کہ آپ ﷺ نے عالم شباب میں اپنے سے بڑی عمر کی ایک بیوہ سے نکاح کیا اور اس کی رحلت تک ۲۴ برس کا طویل عرصہ ہے جو انتہائی خوشگوار ازدواجی زندگی میں بسر فرمایا۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمہ اللہ نے ان اقتباسات کو بیان کرنے کے بعد نہایت عمدہ تبصرہ فرمایا ہے:

”مذکورہ بالا گفتگو سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ حضور ﷺ کی ساری شادیاں عظیم انسانی مقاصد کی خاطر عمل میں آئی تھیں اور ان شادیوں سے مستشرقین نے جو نتیجہ نکالنے کی کوشش کی ہے وہ بدینتی پر مبنی ہے۔

عورت جس آدمی کی کمزوری بن جائے وہ گھر میں وہ ماحول قائم نہیں کر سکتا جو حضور ﷺ نے اپنے کاشانہ اقدس میں قائم کر رکھا تھا۔

آپ ﷺ کے گھر میں بیک وقت نو (۹) ازواج مطہرات تھیں لیکن ان کی درمیان سوائے چند معمولی شکر رنجیوں کے کبھی کوئی معرکہ آرائی نہیں ہوئی۔ یہ حضور ﷺ کی عظمت کا ثبوت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی تمام زوجات کے حقوق کو بھی پورا کیا اور ساتھ ہی اپنے مشن کو بھی پورا کیا جو آپ ﷺ کو اپنے رب کی طرف سے تفویض ہوا تھا۔ عورتوں کی رغبت ایک لمحے کے لیے بھی آپ ﷺ کو اپنے مشن سے غافل نہ رکھ سکی۔ عورتوں پر مر مٹنے والے مرد خاتون کی ہر جائز و ناجائز فرمائش کو پورا کرنے کے لیے سب کچھ کر گزرتے ہیں لیکن حضور ﷺ نے اپنے گھر کے لیے فقر کو پسند فرمایا اور آپ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات کو فقر کی اسی زندگی پر قانع رہنا پڑا اور جب انہوں نے اپنی اس حالت میں تبدیلی کا ایک جائزہ مطالبہ کیا تو انہیں باذن خداوندی دو ٹوک الفاظ میں بتا دیا گیا کہ دنیا کی محبت اور خدا کے رسول ﷺ کی محبت اکٹھی نہیں رہ سکتیں۔ تمہیں اختیار ہے ان میں سے جسے چاہو اختیار کر لو۔ اگر فقر کی زندگی پسند ہے تو خدا کا رسول ﷺ تمہارا ہے اور اگر دولت دنیا سے تمہاری آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے تو تمہارا رسول ﷺ کے ساتھ رہنا ممکن نہیں ہے۔ یہ دو ٹوک رویہ وہی شخص اپنا سکتا ہے جو اپنے جذبات پر مکمل قابو رکھتا ہو۔ عورت جس شخص کمزوری ہو وہ اتنا بڑا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔

زوجات رسول ﷺ کے مسئلے کا تمام پہلوؤں سے جائزہ لینے والا شخص اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ آپ ﷺ کی شادیاں بھی آپ ﷺ کی شان رحمۃ للعالمین کا ایک مظہر تھیں لیکن دل کے مریضوں کو ان شادیوں میں کئی تاریک پہلو نظر آتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ تاریکیاں ان کے اپنے دلوں کی سیاہی کا عکس ہیں اور خدا کا حبیب ﷺ ہر اس چیز سے پاک جو اس کی خداداد عظمتوں اور رفعتوں کے منافی ہو۔“ (۲۳)

حوالہ جات

- ۱۔ ضیاء النبیؐ، ۵۰۵/۷
- ۲۔ سیر الصحابیات، ۵۵
- ۳۔ ضیاء النبیؐ، ۵۰۶/۷
- ۴۔ سیر الصحابیات، ۵۶-۵۷
- ۵۔ ضیاء النبیؐ، ۵۰۸/۷
- ۶۔ سیر الصحابیات، ۷۱-۷۲
- ۷۔ الاحزاب، ۳۷
- ۸۔ ضیاء النبیؐ، ۵۲۸/۷
- ۹۔ محمد ﷺ پرافٹ اینڈ سٹیٹ مین، ۱۵۸، بحوالہ ضیاء النبیؐ، ۵۳۸/۷
- ۱۰۔ سیر الصحابیات، ۷۹-۸۰
- ۱۱۔ ایضاً، ۸۰-۸۱
- ۱۲۔ ضیاء النبیؐ، ۵۱۲-۵۱۳
- ۱۳۔ سیر الصحابیات، ۸۳
- ۱۴۔ ضیاء النبیؐ، ۵۱۰/۷
- ۱۵۔ سیر الصحابیات، ۸۳
- ۱۶۔ ضیاء النبیؐ، ۵۱۶/۷
- ۱۷۔ ایضاً، ۵۱۶/۷-۵۱۷
- ۱۸۔ سیر الصحابیات، ۹۱
- ۱۹۔ ضیاء النبیؐ، ۵۱۵-۵۱۶
- ۲۰۔ محمد ﷺ ایٹ مدینہ، ۲۸۸-۲۸۷، بحوالہ ضیاء النبیؐ، ۵۳۹-۵۴۰
- ۲۱۔ دی لائف ٹائمز آف محمد ﷺ، ۲۳۷، بحوالہ ضیاء النبیؐ، ۵۴۳/۷
- ۲۲۔ ایضاً
- ۲۳۔ ضیاء النبیؐ، ۵۴۳/۷

نبی کریم ﷺ بحیثیت مثالی شوہر

عمدہ کاغذ صفحات 166

اعلیٰ طباعت

مضبوط کلر بائینڈنگ

قیمت 100 روپے

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی دنیائے علم و ادب سے کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ شعبہ علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں آپ کی خدمات قابل قدر ہیں۔ اس کے علاوہ آپ بہاولپور یونیورسٹی میں بھی شعبہ علوم اسلامیہ کے چیئر مین رہے علوم اسلامیہ کے متلاشیاں کے لیے عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق آپ نے مختلف عنوانات سے اپنی تحقیقات پیش کیں۔ ”نبی کریم ﷺ بحیثیت مثالی شوہر“ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ کتاب مذکورہ میں آپ نے نبی اکرم ﷺ کے اپنی ازواج مطہرات ﷺ کے ساتھ حسن سلوک اور امہات المؤمنین ﷺ کے مقام کو واضح کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ازواج مطہرات ﷺ کی تبلیغی دینی و علمی خدمات کو اجاگر کیا ہے۔ علاوہ ازیں سب سے بڑھ کر یہ کہ اس میں آپ نے ایک مقالہ ”تعدد ازواج“ کے متعلق تحریر کیا ہے جس میں سابقہ ام کے حوالے سے بھی تعدد ازواج کو ثابت کیا ہے۔ بائبل سے بھی تعدد ازواج کی مثالیں پیش کی ہیں۔ نکاح کی اہمیت اور اس کے فلسفہ کے متعلق بھی پُر مغز بحث شامل ہے اور آخر میں ”نبی کریم ﷺ کی تعدد ازواج کے مصالح“ کے عنوان سے اپنی تحقیق پیش کی ہے جس میں مستشرقین کے اعتراف کو شامل تحریر کر کے اپنی تحقیق کو مزید جاندار بنا دیا ہے۔

علوم اسلامیہ کے طلباء اور دیگر محقق کرنے والوں کے لیے کتاب ایک بہترین ماخذ کا درجہ رکھتی ہے۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شیخ زاید اسلام سنٹر نے اس کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ ایسی تحقیقات کی اشاعت جامعہ پنجاب لاہور کا طرہ امتیاز ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کو مزید خدمت دین متین کی توفیق بخشے۔ (آمین)

ملنے کے پتے: صدیقی پبلی کیشنز

1- 118- روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چوکی لاہور

042-8450161 - 0333-4357440

2- دفتر ماہنامہ نور اسلام کا شانہ شیر ربانی 5- اجیری سٹریٹ ہجوری محلہ

نزد دربار داتا گنج بخش لاہور 042-7313356

میرے مخدوم: فخر المصباح حضرت صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

اعلیٰ طباعت

عمدہ کاغذ صفحات 256

قیمت 120 روپے

مضبوط کلر بائینڈنگ

آستانہ عالیہ شیرربانی شرقپور شریف سے تعلق رکھنے والے مریدین و متوسلین میں شاید ہی کوئی ایسا ہو جو پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی کے نام سے واقف نہ ہو۔ آپ آستانہ عالیہ شیرربانی کے ان مخلصین میں سے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو آستانہ کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا ہے۔ حضرت فخر المصباح میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی بھی آپ سے بہت زیادہ محبت و شفقت فرماتے ہیں۔

کتاب ”میرے مخدوم“ میں پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے حضرت فخر المصباح میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی کی زندگی کے کچھ پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ حضرت فخر المصباح کے ساتھ اپنا تعلق اور آں قبلہ کی محبتوں اور شفقتوں کا تذکرہ کیا ہے۔

حضرت فخر المصباح قبلہ میاں صاحب کی افکار مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے فروغ میں خدمات مسلک مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا دفاع اور اس کو توڑ موڑ کر پیش کرنے والوں کا محاسبہ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا نفرین اور یوم مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے اہتمام کے بارے میں کاوشوں کو حیطہ تحریر میں لایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت قبلہ فخر المصباح میاں صاحب کی وساطت سے جن علمائے کرام اور مشائخ عظام کی خدمت میں حاضری اور زیارت و استفادہ علم و عرفان کا موقع ملا، کا تذکرہ مختصراً کیا گیا ہے۔ ملاقات کے جو احوال ڈاکٹر صدیقی صاحب نے لکھے ہیں ان سے بخوبی اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ کس طرح حضرت قبلہ میاں صاحب اپنے مریدین اور طالبان علم و ادب کو علماء کے ساتھ علمی مجلسوں اور بحث و مباحثہ کے ذریعے تعلیم و تربیت کا موقع دیتے ہیں۔ حضرت قبلہ میاں جمیل صاحب اور شرقپوری نقشبندی مجددی کی دینی، ملی، مذہبی، سیاسی، روحانی، تبلیغی (تقریری، تحریری) اور عوامی خدمات کا ذکر کیا گیا ہے۔ آپ کی اولاد امجاد (صاحبزادہ میاں خلیل احمد نقشبندی مجددی، صاحبزادہ میاں سعید احمد نقشبندی مجددی، صاحبزادہ میاں جلیل نقشبندی مجددی اور صاحبزادہ میاں غلام نقشبند نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ علیہ) کا تعارف پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت قبلہ فخر المصباح کی بیاض خاص سے آپ کے پسندیدہ اشعار جو کہ ہند و نصائح، حمد و نعت، اخلاقیات اور مناجات وغیرہ پر مشتمل ہیں شامل اشاعت ہیں جبکہ آخر میں شجرہ طیبہ منشورہ و منظومہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ شیرربانی شرقپور شریف کو شامل اشاعت کیا گیا۔

غرضیکہ کتاب لا جواب آستانہ عالیہ شیرربانی شرقپور شریف کے متعلق تحقیق کرنے والوں کے لیے بے حد معاون اور ایک تحقیقی ماخذ کا درجہ رکھتی ہے۔

ملنے کے پتے: صدیقی پبلی کیشنز

1- 118- روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چوکی لاہور

042-8450161 - 0333-4357440

2- دفتر ماہنامہ نور اسلام، کاشانہ شیرربانی، 5- اجیری سٹریٹ، جویری محلہ

نزد دربار داتا گنج بخش، لاہور 042-7313356

تجلیات رسالت ﷺ

عمدہ کاغذ، صفحات 250

اعلیٰ طباعت

مضبوط کلر بانڈنگ

قیمت 120 روپے

مشہور مفکر، عالم دین، ماہر تعلیم، خطیب جاوداں، پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی مایہ ناز اچھوتی تالیف جس میں ہادی اعظم، محسن کائنات، رہبر شریعت، مرشد اعظم، رحمۃ للعالمین نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیات طیبہ کے روشن پہلوؤں کو عالمانہ و فاضلانہ انداز میں موضوع بحث بنایا ہے۔ ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے مستشرقین کے اعتراضات کا مدلل جواب دیتے ہوئے نبی محترم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے محاسن کو بیان کیا ہے۔ تجلیات رسالت ﷺ، خلق محمدی ﷺ، معلم اخلاق کی سخاوت، رسول عربی ﷺ کی شجاعت، ہادی کامل ﷺ، مصلح اعظم ﷺ، پیغام رسالت ﷺ، سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں اہمیت تعلیم، پیغمبر انقلاب اور تعمیر شخصیت، تربیت نفس کا نبوی طریق، حضور اکرم ﷺ بحیثیت سیاسی مفکر، غربت و افلاس کا نبوی حل، آجر و اجر اخلاقیات نبوی ﷺ کی روشنی میں اور دوسرے موضوعات پر تبصر علمی اور روشن قلبی کے ساتھ رشحات قلم کے موتی بکھیرے ہیں۔ آپ کی تحریروں میں اخلاص کا رنگ نمایاں ہے اور جن موضوعات کو زیر بحث بنایا ہے وہ تمام کے تمام ہماری روزمرہ زندگی کے مسائل و معاملات سے تعلق رکھتے ہیں اور معاشرے میں افراتفری و انتشار کے اس نفسانفسی کے دور میں نبی ﷺ کی حیات طیبہ کے ان پہلوؤں کی رہنمائی ہمیں بے یقینی و بے چینی کے اضطرابی کیفیت سے نکال کر اطمینان قلب کی دولت سے مالا مال کرتی ہے۔ اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے اشد ضروری ہے تاکہ ہم اپنی زندگی قرآن سنت کے حکامات کے مطابق گزار سکیں۔

ملنے کے پتے: صدیقی پبلی کیشنز

1- 118- روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چوکی لاہور

042-8450161 - 0333-4357440

2- دفتر ماہنامہ نور اسلام، کاشانہ شیر ربانی، 5- اجیری سٹریٹ، جھویری محلہ

نزد دربار داتا گنج بخش، لاہور 042-7313356

مقالات صدیقی

عمدہ کاغذ، صفحات 384

اعلیٰ طباعت

مضبوط کلر بانڈنگ

قیمت 195 روپے

محترم پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی مایہ ناز تالیف جس میں اسلامی تعلیمات کے اچھوتے پہلوؤں پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے اور فرزندانِ توحید کے لئے عملی زندگی میں بہترین رہنمائی فراہم کی گئی ہے۔ سیرت، تعمیر فکر، فقہ اور اسلامی شخصیات کے نادر مقالات کا مجموعہ ”مقالات صدیقی“ کے عنوان سے زیور طباعت سے آراستہ ہو کر دستیاب ہے۔ کتاب کی اشاعت میں عمدہ سفید کاغذ استعمال کیا گیا ہے اور پرنٹنگ کے محاسن پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ کمپوٹر کمپوزنگ لا جواب ہے۔ چار کلر خوبصورت ٹائٹل آرٹ پیپر پر تیار کیا گیا ہے۔ مضبوط بانڈنگ نے کتاب کی محفوظیت میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود کتاب کی قیمت انتہائی کم رکھی گئی ہے۔ ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والا قاری آسانی کے ساتھ خرید سکتا ہے۔

عظمتِ مصطفیٰ ﷺ پر یہود و نصاریٰ کا بیہودہ اعتراض کیوں، رسول اکرم ﷺ کی روحانی زندگی، مثالی پیغمبر ﷺ، ورفعنا لک ذکرک، سیدنا صدیق اکبرؓ اور عشقِ رسول ﷺ، حضور ﷺ بحیثیت متممِ اخلاق، اسلام کا نظامِ اخلاق، خودی قرآن حکیم کی روشنی میں، موجودہ دور میں مصطفویٰ انقلاب کیسے ممکن ہے۔ اسلام کا اقتصادی نظام، اسلام میں عورت کی معاشرتی حیثیت، فقہ حنفی کا اجمالی تعارف، حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ان کے اجتہاد کا طریق کار، حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، حضرت شیخ صدر الدین عارفؒ اور حافظ

علامہ ابن کثیرؒ جیسے عنوانات پر پُر مغز، مبنی بر دانش و حکمت اور اصلاحی و فلاحی نقطہ نظر کے تحت بے مثال نصیحت آموز پند و نصائح کے موتی مقالات صدیقی کی لڑی میں پرودئے ہیں۔ ہر مسلمان کے لئے اس کتاب کا مطالعہ انشاء اللہ دنیا و آخرت میں اس کے لئے فائدہ مند ہوگا۔ خود بھی پڑھئے اور دوسروں کو بھی پڑھنے کی دعوت دیں۔ کسی کو تحفہ میں بھی یہ کتاب پیش کریں۔ یہ صدقہ جاریہ ہے۔ جب تک کوئی پڑھتا رہے گا یا دوسروں کو پڑھ کر نصیحت کرتا رہے گا تو خریدنے والے، ہبہ کرنے والے، پڑھنے والے تمام حضرات کو ثواب ملتا رہے گا۔

یہ کتاب بہت سی لایعنی، طویل بحثوں اور ضخیم کتب کے مطالعہ سے بے نیاز کو دیتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں Original Sources کو مد نظر رکھتے ہوئے ہی تمام تحقیق کی گئی ہے۔ اسی بناء پر اس کتاب کا مطالعہ زیادہ سے زیادہ نفع مند ہوگا۔ یہ کتاب سکولوں، کالجوں کی لائبریریوں کے لئے محکمہ تعلیم حکومت پنجاب سے منظور شدہ ہے۔ تعلیمی اداروں کی لائبریریوں اور تاجر حضرات کے لئے خصوصی رعایت درج ذیل پتہ سے خریدیں یا پھر خط لکھ کر بذریعہ V.P طلب فرمائیں۔

ملنے کے پتے: صدیقی پبلی کیشنز

1- 118- روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چوکی لاہور

042-8450161 - 0333-4357440

2- دفتر ماہنامہ نور اسلام کاشانہ شیر رہانی 5- اجمیری سٹریٹ ہجوری محلہ

نزد دربار داتا گنج بخش لاہور 042-7313356

شخصیات، عبادات، معاملات

عمدہ کاغذ صفحات 208

اعلیٰ طباعت

مضبوط کلر بائینڈنگ

قیمت 110 روپے

تحریر و تقریر اور علم و ادب کے میدان میں پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ آپ مایہ ناز ماہر تعلیم ہونے کے ساتھ تصوف اور دینی ادب کا گہرا مطالعہ رکھتے ہیں۔ بہت سی ادبی کتب آپ نے لکھیں اور زیور طبع سے آراستہ ہو کر متلاشیان علم و ادب کی پیاس بجھانے کا سبب بنیں۔

”شخصیات، عبادات، معاملات“ بھی آپ کے بہترین مقالہ جات کا مجموعہ ہے جس میں جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے کہ تین حصے ہیں۔ ایک حصہ شخصیات کے متعلق جن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، نبی رحمت ﷺ کی شانِ رحمت اور کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ حضرت شاہ محمد غوث قادری رحمہ اللہ کے متعلق مقالہ جات بہترین معلومات کا مرقع ہیں۔

عبادات میں پہلے قرآنی موضوعات ہیں پھر ارکان اسلام میں سے نماز، زکوٰۃ اور روزہ کے متعلق سیر حاصل گفتگو پر مبنی مضامین ہیں جبکہ تیسرا حصہ جو کہ معاملات پر مشتمل ہے اس میں حضور ﷺ کا فیضانِ تربیت، اسلام کا نظام اخلاق، اسلام کے سیاسی نظام میں شوریٰ کی اہمیت، ترقی پسندی اسلام کی نظر میں، مسلمانوں کا فن تعمیر جیسے نادر و نایاب مقالہ جات شامل ہیں غرضیکہ یہ کتاب پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی علمی و ادبی عرق ریزی کا نتیجہ ہے جو کہ متلاشیان علم، مفکرین اسلام، زعمادینِ ملت، خطباء و مدرسین اور دیگر محققین کے لیے بہترین مرقع ہے۔

ملنے کے پتے: صدیقی پبلی کیشنز

1- 118- روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چوکی لاہور

042-8450161 - 0333-4357440

2- دفتر ماہنامہ نور اسلام کا شانہ شیر ربانی 5- اجیری سٹریٹ ہجوری محلہ

نزد دربار داتا گنج بخش لاہور 042-7313356



خطبات جمعہ

اعلیٰ طباعت

عمدہ کاغذ صفحات 208

قیمت 95 روپے

مضبوط کلر بانڈنگ

اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے!

يا ايها الذين امنوا اذا نودى للصلاة من يوم الجمعة فاسعوا الي ذكر الله وذرو

البيع ذلكم خير لكم ان كنتم تعلمون O

جس طرح انبیائے کرام میں نبی محترم ﷺ کو، الہامی کتب میں قرآن حکیم کو، ستاروں میں چاند کو، عبادتگاہان عالم میں خانہ کعبہ کو، حسن عالم میں حضرت یوسف کو، ملائکہ میں جبرائیل کو فضیلت حاصل ہے اسی طرح جمعہ کے دن کو تمام ایام میں اور نماز جمعہ کو تمام نمازوں میں فضیلت و برتری حاصل ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں نماز جمعہ کی تاکید و تلقین کی ہے اور خطبہ جمعہ کو سننا باعث برکت و ثواب قرار دیا گیا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب ایک عرصہ تک لاہور کی مساجد میں بغیر کسی معاوضے کے دینی خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ فرزند ان توحید کی شریعت و طریقت میں راہنمائی قرآن و سنت کے مطابق فرماتے رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے ان خطبات میں سے تئیس (33) عنوانات کا انتخاب کر کے علماء و خطباء اور عوام الناس کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے علماء و خطباء ان خطبات سے خاطر خواہ استفادہ کر کے عوام کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کر سکتے ہیں جبکہ طلباء اور عوام خود پڑھ کر بھی روز مرہ کے معاملات اور اسلامی تعلیمات سے آگاہی حاصل کر کے اپنے شب و روز احکام خداوندی کے مطابق گزار سکتے ہیں۔

ملنے کے پتے: صدیقی پبلی کیشنز

1- 118- روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چوکی لاہور

042-8450161 - 0333-4357440

2- دفتر ماہنامہ نور اسلام کا شانہ شیر ربانی 5- اجمیری سٹریٹ ہجوری محلہ

نزد دربار داتا گنج بخش لاہور 042-7313356

تجلیات ہجویر علیہ السلام

حضرت علی ہجویریؒ المعروف داتا گنج بخش کی ذات گرامی برصغیر پاک و ہند کے اولیائے کرام کے تذکرے میں کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ نے بت کدہ ہند میں توحید کی شمع فروزاں کر کے لاکھوں انسانوں کو ہدایت و راہنمائی کے پرچم تلے جمع کیا۔ تمام زندگی قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق گزرتے ہوئے لوگوں کو دین اسلام کی طرف راغب کیا۔ کشف المحجوب کے ذریعے تصوف کے اسرار و رموز کو عوام الناس کے سامنے بے نقاب کیا۔ آپ کا مزار مبارک مرجع خواص و عام ہے حکمرانوں سے لے کر غریب عوام تک آپ کے آستانے پر حاضری دے کر دلی مرادیں رضائے الہی سے حاصل کرتے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب نے جہاں دین و معاشرت اور تہذیب و ثقافت پر اسلامی اخلاقیات کے نکھرے تصور کے حوالے سے علمی خدمات انجام دی ہیں وہاں ”تجلیات ہجویر“ کے نام سے ان کی تالیف قابل صد تحسین ہے۔ محکمہ اوقاف حکومت پنجاب کی طرف سے داتا گنج بخشؒ کے منعقد ہونے والے عرسوں کی تقریبات پر خصوصی نشستوں سے خطاب کرتے ہوئے تعلیمات ہجویرؒ کو بہترین انداز میں زائرین کرام کے سامنے پیش کیا۔ سات عنوانات پر مشتمل اعلیٰ کاغذ، کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے محاسن کے ساتھ زیور طبع سے آراستہ کر کے پیش کیا گیا ہے جن کا مطالعہ عوام الناس کے لئے بہت مفید ہے۔ 56 صفحات پر مشتمل اس تالیف کی قیمت 22 روپے ہے جو تاجرانہ رعایت کے ساتھ سب کے لئے حاضر ہے۔

ملنے کے پتے: صدیقی پبلی کیشنز

1- 118- روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چوکی، لاہور

042-8450161 - 0333-4357440

2- دفتر ماہنامہ نور اسلام، کاشانہ شیر ربانی، 5- اجمیری سٹریٹ ہجویری محلہ

نزد دربار داتا گنج بخشؒ، لاہور 042-7313356

صدیقی پبلی کیشنز کے اغراض و مقاصد

ادارہ صدیقی پبلی کیشنز خالصتاً اسلامی علوم کی ترویج و اشاعت کے مقاصد کے حصول کے تحت 1992 میں قائم کیا گیا۔ 1994 میں دینی محققانہ مباحث کی باقاعدہ اشاعت شروع ہوئی۔ نامساعد حالات اور ناکافی وسائل کے باوجود ذاتی سعی و کوششوں کی بدولت مشہور عالم دین اور ماہر تعلیم محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی صاحب کی تحقیق و معلوماتی تصنیفات و تالیفات کی اشاعت جاری ہے۔

مارکیٹ میں موجود Competition کو مد نظر رکھتے ہوئے حتی الامکان کوشش کی جاتی ہے کہ ادارے کی جانب سے شائع کردہ کتب میں کمپوزنگ، پرنٹنگ، بائڈنگ، ڈیزائننگ اور عمدہ کاغذ کی تمام خصوصیات موجود ہوں۔ ادارے کی حتی الامکان کوشش یہ ہوتی ہے کہ کتب کی قیمتیں اتنی مناسب حد تک رکھی جائیں کہ عام متوسط قاری آسانی سے خرید سکے۔ ادارے کے پیش نظر کاروباری منافع مقصود نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کی اشاعت اور عوام الناس تک ان کی بآسانی رسائی کا ممکن ہونا بنیادی نصب العین ہے۔

زیادہ سے زیادہ کتب خرید کر اور دوست و احباب میں ادارے کی مطبوعات کو متعارف کروا کر ادارے کے تبلیغی مقاصد پورے کرنے میں حتی الامکان تعاون فرمائیں، شکریہ۔

ملنے کے پتے: صدیقی پبلی کیشنز

1- 118- روشن پارک عقب سوشل سیکورٹی ہسپتال نزد ملتان چوگلی لاہور

042-8450161 - 0333-4357440

2- دفتر ماہنامہ نور اسلام کاشانہ شیر ربانی 5- اجمیری سٹریٹ جھویری محلہ

نزد دربار داتا گنج بخش لاہور 042-7313356